ترجمہ نافع السالکین

ملفوظات و مناقب

حضور اعلیٰ حضرت امام التارکین حضرت خواجہ
محمد فاضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب
حضرت مولانا محمد زعفران صاحب اعفر خیلوی

مترجم
مرید احمد

شبیر برادرز®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ترجمہ

نافعُ الرسخین

با اہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	دسمبر 2017ء
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212
قیمت	-/250 روپے

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تا کہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

فہرست عنوانات

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نہایت واجب الاحترام حضرت محمد اکرم شاہ صاحب سے ایک دینی مدرسہ کے افتتاح کے موقع پر ملاقات ہوئی۔ میرے بھتیجے برخوردار علامہ حفیظ اللہ صاحب نے مجھے آپ سے متعارف کرایا۔ بندہ نے جناب کی ذات میں ایک نورانیت اور بہاریت محسوس کی۔ آپ نے زبان فارسی میں لکھی گئی کتاب نافع الراسخین کا ذکر فرمایا کہ اگر کوئی اس کتاب کا سلیس اردو میں ترجمہ کرلے تو ہم اسے شائع کرلیں گے۔

بندہ فقیر نے سوچا کہ میرے پردادا حضرت خواجہ علامہ محمد زعفرانؒ کی تصنیف ہے۔ جو کہ ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ فاضل شاہ صاحبؒ کے ملفوظات وکرامات پر لکھی گئی ہے۔ کیوں نہ میں اس مبارک کتاب کو زبان فارسی سے اردو زبان میں ڈھالنے کی سعی کرلوں۔ اگر میں ایسا کرسکوں تو امید ہے کہ دونوں اولیاء عظام کی نظرکرم کا مستحق ٹھہروں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں سے عین ممکن ہے کہ وہ اسے میرے لیے توشہ آخرت بنادے۔ سوفقیر پر تقصیر نے عرض کی کہ جناب والا

آپ مسودہ مجھے ارسال فرمادیں۔انشاء اللہ تعالیٰ میں ترجمہ کرلوں گا۔

جناب والا کی طرف سے بدست مولٰنا حفیظ اللہ صاحب ۲۷ فروری مسودہ موصول ہوا۔اور الحمدللہ ۱۴اپریل بروز سوموار شریف ترجمہ مکمل ہوا۔بندہ حقیر کو اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا اعتراف ہے۔اللہ رسول جل وعلا شانہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں کی عمیق ودقیق باتوں کی کنہہ تک کم ازکم مجھ جیسا کم فہم وکم علم تو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ترجمہ کرنے کی جو سعی کی ہے۔وہ محض ان اولیاء اللہ تعالیٰ کی ذات واسماء کو بہت بڑا سرمایہ وسہارا سمجھ کرکی ہے۔قارئین اکرام سے التماس ہے کہ اگر وہ کتاب کے مطالعہ میں حظ اورلذت پائیں تو بندہ گنہگارکو دعاؤں میں یاد فرمائیں اور اگرغلطیاں پائیں تو بندہ حقیر کی کم علمی وکم فہمی پر محمول فرمائیں۔اس طرح آپ بندہ کومعاف فرمائیں گے۔

مرید احمد صابر سکنہ معظم ڈاکخانہ بہاردی
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان تحصیل پہاڑپور
موبائل:0345-9889812

13 جمادی الآخر بروز پیر 1435 ہجری

تذکرہ مصنف

دنیا دارفنا ہے۔ جو پیدا ہوا اُسے ایک نہ ایک دن یہاں سے رخت سفر باندھنا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو خود تو چلے جاتے ہیں۔لیکن اپنی یاد ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ دل آویزی اور یہ محبوبیت صرف اُن بندگان خدا کے حصے میں آتی ہے۔ جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اوراسکے حبیب کریم ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری اوراپنے شیخ کامل کی محبت میں بسر کرتے ہیں۔خواجہ محمد زعفران بھی اسی قدسی گروہ کے ایک فرد تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بہت سوں کو عمر بھر راستے نہیں ملتے ۔مگر کچھ کے لیے منزلیں فرش راہ ہوجاتی ہیں۔ کہتے ہیں سب طلب کے پیمان پرمنحصر ہے۔ یہ جناب خواجہ محمد زعفران کی طلب کاثمر تھا۔ کہ اُن کو آغاز ہی میں کسی جرعہ نور سے نظر آشنا کردیا گیا۔اپنے مرشد کی محبت میں فنا درجہ پر فائز علامہ محمد زعفران نے تو اپنے پیر بھائیوں پر یقیناًاحسان عظیم کیا کہ ان کو نافع الراسخین کی صورت میں نیئر تاباں شمع بزم چشتیاں خواجہ خواجگان

خواجہ محمد فاضل شاہ علیہ رحمتہ الرحمٰن کا حسین چہرہ دکھایا۔انکی حیات مقدسہ کے پر معطر لمحات کا تذکرہ چھیڑا۔

اپنے غلاموں پر بے پناہ شفقت اور مخلوق خدا کی حق کیطرف راہنمائی کا ذکر کیا اورقرب وبعید کے تمام مریدوں کی ہر مشکل میں داررسی کی حکایتیں بیان کی ہیں ۔مگر صد افسوس ہماری کوتاہی پر کہ ہم نے انکے علوم ومعارف کی معتد بہ اشاعت نہ کی اور نہ ہی اہل علم میں انکی فضیلت علمی کو نمایاں کیا جس کے وہ درحقیقت مستحق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج انکے نقش حیات کا دھندلا سا تصور بھی ہمارے سامنے نہیں ہے۔

یہ اور بات کہ اس پر کوئی چلے نہ چلے لکیر چھوڑنے والا لکیر چھوڑ گیا

یوں توخواجہ محمد زعفران. کا نسب صحابی رسول حضرت قیس عبدالرشیدؓ سے جاملتا ہے۔ جو ۸ ہجری میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی دعوت پر مدینہ شریف حاضر ہوئے اور سرکاردعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اورقبولیت اسلام سے مشرف ہوئے اور جن کو پٹھانوں کے جداعلیٰ کا اعزاز حاصل ہے ۔انہی قیس عبدالرشید کے تین صاحبزادوں میں بیٹن سے جوسلسلہ چلا ان میں سے دنی اور پھر دنی سے قبیلہ کیسو سے خواجہ صاحب کا تعلق ہے۔ آپکی ولادت (غالباً) ۱۲۴۰ھ کو ڈبرہ نزد ٹانک میں ہوئی ۔ آپکے والد ماجد کا

اسم گرامی میاں بیخان ہے۔ جو گل خندا کے اکلوتے بیٹے تھے۔آپکے جدا مجد گل خندا کو اپنے ہی رشتہ داروں نے جائیداد کی لالچ میں شہید کیا تھا۔ اور اس طرح میاں بیخان بچپن ہی میں اپنی والدہ کے ساتھ ترک وطن کر کے ڈبرہ نزد ٹانک میں متوطن ہوئے تھے۔ اور اپنے آبائی گاؤں کو چھوڑ دیا تھا۔ جو کہ وزیرستان کے پہاڑی سلسلہ میں جنڈولہ کے قرب وجوار میں ہے اگرچہ میاں بیخان نے اپنے والد مرحوم کے قاتل کو قصاصاً حملہ کر کے زخمی کیا تھا۔اور بعد میں ان کے درمیان صلح رضا مندی ہوگئی تھی۔مگر آپ نے دوبارہ اس پہاڑی گاؤں میں جانا پسند نہیں کیا۔ اور پہلے ڈبرہ سے کوٹ کشمیر (ضلع لکی مروت) منتقل ہوئے اور بعد میں مستقل طور پر اغضر خیل (لکی مروت) میں سکونت پزیر ہوئے۔

اپنے آبائی وطن سے دوری بچپن سے والد ماجد کی جدائی ویتیمی اور فقر وفاقہ و بے سروسامانی کا میاں بیخان پر یہ اثر ہوا کہ مذہب سے شدید محبت صوم وصلواۃ کی پابندی اور اللہ والوں کی ہمیشہ جستجو کرتے رہے ۔ یہ وہ سنہرا دور تھا۔جس میں آفتاب چشتیاں شہباز ولایت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کا حسن و جمال نصف النہار پر تھا۔اور ہر طرف نور بکھیر رہا تھا۔میاں بیخان کی خوش قسمتی تھی کہ آپ بھی ان لاکھوں بندگان خدا میں

شامل ہوئے ۔ جن کو اس دربار گوہر بار سے نسبت بیعت اور شرف غلامی نصیب ہوئی ۔ اور جب اللہ پاک نے آپکو بیٹا عطا کیا اور اسکا نام زعفران رکھ دیا تو میاں صاحب کی روز کی دعائیں اُمنگیں یہی رہیں کہ الٰہی یہ میرا زعفران بھی دربار سلیمان کا حقیقی مشک و زعفران بنا ۔ جس سے ان کے والدین کی قبروں کو خوشبو پہنچے اور انکی اولاد بھی خوشبودار رہے

شمع کی طرح جئیں بزم گہہ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کر دیں

چنانچہ میاں صاحبؒ نے اپنے بیٹے کو اول جوانی میں مرشد کریم کی خدمت میں پیش کیا اور بیعت وغلامی میں شامل کر دیا ۔ اور پھر راہ خدا میں وقف کر کے تحصیل علم میں لگا دیا ۔ آپ نے ابتدائی کتب کوٹ کشمیر میں پڑھیں پھر دور دراز کے شہروں میں تحصیل علم کے لئے سفر کیا ۔ آپکے اساتذہ کون تھے ۔ یہ تو معلوم نہ ہو سکا البتہ محمد گل اخوانزادہ ہزارہ وال کا آپ نے خود بار بار تذکرہ کیا ہے ۔ کہ وہ میرے استاد تھے ۔

بیعت :۔

آپ اوائل جوانی ہی میں اعلیٰحضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے ۔ ان سے ابھی اکتساب فیض کرنا ہی

تھا۔ کہ داغ مفارقت دے گئے۔ آپ کی روحانی منزلیں ہنوز تشنہ مقصود رہی۔ شب و روز کسی کامل کی تلاش میں سرگرداں رہے کہ آپکے استاد محمد گل اخونزادہؒ نے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ اور علم و فضل میں یکتائے روزگار اور شہباز ولایت کے نائب کامل خواجہ محمد فاضلؒ شاہ کا در گوہر بار دکھایا آپ نے بھی دیکھتے ہی جبین نیاز جھکائی۔ اور بقیہ زندگی آپ کی غلامی میں وقف کر دی۔ اور قبلہ خواجہ فاضل شاہؒ نے بھی آپ کو فراخدلی سے خوب نوازا۔ کرم مرشد اسقدر تھا۔ کہ تونسہ شریف جاتے ہوئے بھی آپ کے غریب خانے پر رات بسر فرماتے اور واپسی پر بھی آپ کے گھر تشریف لا کر خیر و برکت دے کر جاتے۔ خود فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ عرس سے واپسی پر اغضر خیل ایک رات میرے گھر گزار کر اگلی رات لکی شہر میں ٹھہرے رہے ۔ کہ مختلف جگہوں سے قدم بوسی کیلئے علماء اور عوام و خواص آتے اپنی اپنی مرادوں کے لئے دعائیں لیکر چلے جاتے دریں اثناء مجھے ارشاد فرمایا (کہ تمامی صاحبان حاجات ازمن میکر دندومی روند اگر ترا کدام حاجت باشد بیان کن) فرمایا کہ یہ تمام لوگ حاضر ہو کر مجھ سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ اگر آپکی بھی کوئی حاجت ہے۔ تو بیان کر۔

دہلیز دل پہ سہمی تمنا کھڑی رہی ہونٹوں کو اسکے سامنے جنبش نہ وہ سکی

فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے عرض کیا غریب نواز یہ سب جو آ کر عرض کرتے چلے جاتے ہیں ۔ ایک ساعت کے دوست ہیں ۔ اور میں تو جناب کا دائمی غلام ہوں ۔ اور امید رکھتا ہوں کہ قیامت میں بھی مجھے اپنی نظر رحمت میں اور خاص غلاموں میں شمار فرمائیں گے ۔فرماتے ہیں ۔ جب میں نے یہ عرض کی تو بہت خوش ہوئے ۔ اور میرے سر پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا (کہ من ہرگز ترا فراموش نخواہم کرد بلکہ بہر حال ترا یادمی دارم) فرمایا کہ میں ہرگز آپ کو تنہا نہیں چھوڑونگا۔ بلکہ دنیا و آخرت ہر جگہ میں آپ کو یاد کرتا رہونگا۔

کیا ہوا مجھ میں اگر جرات اظہار نہیں
آپ نظروں کی زبان بھی تو سمجھتے ہوں گے

گفتہء اُو گفتہء اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یقینا یہ آپ ہی کے دعائے خیر کا فیضان ہے کہ آج ڈیڑھ صدی گزرے ہوئے بھی مختلف حالات و انقلابات کے باجود مولانا زعفرانؒ صاحب کی اولاد میں علم وعمل اور خیر و برکت کا سلسلہ رواں دواں ہے۔ انشاء اللہ قیامت میں بھی ہمیں اپنی غلامی میں ساتھ رکھیں گے ۔ علامہ زعفرانؒ صاحب کی اپنے شیخ سے جنون حد تک محبت کا اندازہ اس بات

سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے 23 سال مسلسل اپنے مرشد کی رفاقت وخدمت میں گزارے اور بعد از وصال بھی آپ کے در اقدس پر عرصہ تک معتکف رہے ۔ گویا 23 برس کا عرصہ آپ نے محبوب کے قدموں کا نذر کر دیا۔

کیسے پایا تھا تجھے پھر کس طرح کھویا تجھے
مجھ سا منکر بھی تو قائل ہو گیا تقدیر کا

اور میرے خیال میں مولانا زعفران صاحبؒ نے اپنی زندگی کے حقیقی مہ وسال بھی وہی شمار کئے ہونگے جو در یار پر دربانی کرتے ہوئے اس نے گزارے ہونگے ۔

زندگی جن کے تصور سے جلا پاتی تھی
ہائے کیا لوگ تھے جو دام اجل میں آئے

تدریس :۔ آپ اپنے دور کے جید عالم اور طلباء پر نہایت شفقت فرمانے والے مہربان مدرس تھے زیادہ عرصہ تدریس کوٹ کشمیر (لکی مروت) میں کرتے رہے جس میں اس دور کی عظیم دینی درسگاہ تھی بعد میں اپنے گاؤں اغضر خیل میں مشغلہ درس جاری رکھا۔ جو آخری عمر تک جاری رہا۔ آپ کے تلامذہ کی زبانی یہ بات مشہور ہوئی کہ علامہ زعفران صاحبؒ

شروع دن میں اپنا کمرہ درس بند کر لیتے ۔ اور دیر تک آپ کو پڑھاتے ہوئے ہم سنتے رہتے مگر کمرہ میں کوئی بھی نظر نہ آتا ۔ ہمارے استفسار پر بتایا کہ یہ جنات کے کچھ طلباء پڑھنے کیلئے آتے ہیں ۔ اول ان کو پڑھا کر فارغ کرتا ہوں پھر تمھیں بھی درس دیتا ہوں ۔ ہم نے احتجاجاً عرض کیا کہ نہیں جناب ہم اشرف المخلوقات ہیں پہلے ہمیں پڑھانا ہوگا پھر جنات کو ۔ اگلی صبح جب ہم اول ٹائم پڑھنے کیلئے بیٹھے تو ابھی سبق لینا شروع ہی کیا تھا کے پیچھے سے کوئی پتھر مار دیتا اور ہم میں سے جس کو بھی پتھر لگ جاتا وہ چیخ کر اٹھ جاتا بالآخر ہم نے مجبوراً پہلا ٹائم جنات کے پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا اور استاد مکرم اسی طرح پڑھاتے رہے ۔

2. طلباء پر مہربانی کا یہ عالم تھا کہ اپنے ہی گھر سے لنگر کا اہتمام فرماتے اور اچھے سے اچھا کھانا پیش کرتے ایک دفعہ لنگر خیل کا یارک نامی شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مولانا صاحب مجھے آپ کے پاس کسی نے اچھے بیل کے بارے بتایا ہے جو مجھے کاشتکاری کے لئے ضرورت ہے مجھے عنایت فرمادیں اور اس کے بدلے میں پانچ صد کنال زمین مجھ سے وصول کریں ۔ علامہ زعفرانؒ نے اپنے صاحبزادے سے پوچھا کہ کیا ہمارے گھر کوئی فالتو بیل موجود ہے عرض کیا جی ہاں ! آپ نے فرمایا لے

آؤ اور فلاں قصاب کو بھی بلا لو آپ نے قصاب سے فرمایا اسے ذبح کر کے سارا گوشت طلباء اور مسکینوں کو کھلا دو۔ وہ بندہ مایوس واپس چلا گیا۔ ایک ہفتے بعد پھر آیا اور عرض کرنے لگا مولانا اب کی بار مین صرف آپکی زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ اسلئے کہ میں نے اس رات آپ کو جنت میں ایک عالیشان محل میں دیکھا اس حال میں کہ وہ صدقہ کردہ بیل بھی آپ کے ساتھ تھا۔

تلامذہ:

یوں تو سرحد (موجودہ پختونخواہ) و بلوچستان کے ہر ہر گوشے سے آپ کے پاس تشنگان علم نے حاضر ہو کر اپنی اپنی تشنگی بجھائی۔ لیکن آپکے مشہور تلامذہ میں سے جنکے نام مل سکے ہیں اُن میں مولانا دوست محمد شربی خیل (جو آپ کے داماد مولانا کریم داد) کے والد گرامی بھی تھے اور مولانا تورے باز و مولانا شیر باز چوارخیلوی یہ دونوں بھائی تھے علاقہ بھر میں مشہور تھے۔

کرامات:۔

یوں تو سب سے بڑی کرامت دین متین پر استقامت سے عمل

کرنا ہے۔ کہ الاستقامتہ فوق الکرامتہ۔ یعنی کرامت سے بڑھ کر شریعت پر ھمیشگی سے عمل کرنا افضل ہے۔ مگر یہاں دو مستند روا تیں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک دفعہ مولانا زعفران صاحبؒ پیدل سفر کر رہے تھے۔ کہ گمبیلا قصبہ میں شام ہوگئی۔ مسجد میں نماز کے بعد جب سارے نمازی نکل گئے ایک نوجوان مسجد میں ٹہل رہا تھا۔ اور ساتھ یہ بات زور زور سے کہہ رہا ہے۔ کہ اگر آپ مولانا نہ ہوتے تو میں ضرور رات کا کھانا پیش کرتا اور مہمان نوازی کرتا مگر مولویوں نے مجھے بڑے دھوکے دیئے ہیں۔ اسلیے میں بدظن ہوں۔ یہ سن کر خواجہ زعفران صاحبؒ نے تفصیل سے جاننا چاہی کہ تم مہمانوازی نہ کر۔ لیکن مولویوں نے تیرا کیا نقصان کیا ہے۔ بتانے لگا کہ میں چچا کی بیٹی نکاح میں لینا چاہتا ہوں مجھے اس سے عشق ہے مگر وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔ بڑے مولویوں نے تعویز دیے مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

آپؒ نے فرمایا اچھا جا اسکے سر کا ایک بال لے آ۔ وہ نوجوان گھر آیا اور ویسے امتحان کیلئے گائے کا ایک بال لیکر مولانا صاحبؒ کو پیش کیا آپ نے دم کیا اور فرمایا لے جا اس کو آگ میں ڈال دو۔ نوجوان نے جونہی وہ بال آگ میں ڈال دیا۔ اس گائے نے فورا بدکنا شرع کیا اور کیل

چھماز توڑ کر بھاگ کر نوجوان کے پاس پہنچ گئی ۔ اور اپنا منہ اور زبان آپ سے رگڑ نے لگی ۔ اس نوجوان نے فوراً آ کر معافی مانگ لی اور آپ کی خوب خاطر تواضع کی ۔

دوسری بات جو خواجہ محمد زعفران صاحبؒ کے مزار مبارک سے متصل گھر کی پڑوسن عورت مائی طیبہ زوجہ خدایار نے راقم الحروف کو خود کئی بار بتائی کہ خواجہ صاحبؒ کی قبر مبارک سے اکثر رات کو ہم تلاوت قرآن کی آواز سنتے ہیں ۔ اور آپ کے مزار سے آسمان تک نور کے شعلے نکلتے نظر آتے ہیں ۔ یہ بی بی طیبہ اب بھی حیات ہے ۔ اور یہی بات مولانا عبد اللطیف جان کو حقنواز ولد عظیم نے بیان کی ہے ۔

جو تجھ کو دیکھتے تھے مجھے دیکھنے لگے

بس اتنی بات ہے کہ تیرا ہو گیا ہوں میں

<u>اولاد امجاد:</u>

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور ایک بیٹی عطا کی تھی ۔ مولانا یار محمد ، مولانا شیر محمد ، مولانا خیر محمد ، مولانا غلام محمد اور مولانا علی محمد ۔ ان میں غلام محمد تو جوانی میں ہی موقوف علیہ کی کتب پڑھتے ہوئے دربار گڑھی شریف (ٹیکسلا) میں وفات پا گئے ۔ اور وہیں پہ مزار شریف کیساتھ والی قبرستان

میں دفن ہوئے۔ جسکے سرہانے انار کا چھوٹا سا درخت ہے۔ جبکہ مولانا شیر محمد، مولانا خیر محمد نے شادیاں کی تھیں مگر کوئی اولاد مقدر میں نہ تھی۔ باقی مولانا یار محمد جو سب سے بڑے تھے آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ مولانا فیض محمد، مولانا جمال دین، سراج دین اور غلام یٰسین تھے۔ غلام یٰسین مجذوب تھے۔ سراج دین بچپن ہی میں چل بسے۔ مولانا جمال دین نے ایک بیٹی چھوڑی نرینہ اولاد نہ تھی۔ البتہ مولانا فیض محمد جو کہ وقت کے متبحر عالم تھے۔ اور علامہ دیدار علی شاہ الوری لاہوری سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ آٹھ سال تک دربار گڑھی شریف میں تدریس کرتے رہے۔ اور سجادہ نشین رابع، قبلہ مرشدی خواجہ محمد اعظم شاہ کے استاد تھے۔ جنکا آج بھی علاقے بھر میں اغعضر خیلوی مولانا کے نام سے نام زندہ ہے مولانا فیض محمد کے تین صاحبزادوں میں سے حبیب اللہ وفات ہوئے جبکہ عبید اللہ جان اور مولانا عبد اللطیف جان حیات ہیں۔ ان میں مولانا عبد اللطیف جان آج بھی علاقے میں ایک اچھے خطیب اور عالم جانے جاتے ہیں۔

خواجہ محمد زعفران صاحبؒ کے پانچویں صاحبزادے مولانا علی محمد ہے جس نے اپنا مسکن گلوٹی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بنایا اور جس کو اللہ پاک

نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطاء کیا آپکے صاحبزادے کا نام مولانا محمد جان صابر تھا۔ جو 1912ء میں پیدا ہوئے اور جس نے 1929 میں لاہور دہلی گیٹ حزب الاحناف میں علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحبؒ سے دورہ حدیث کیا۔ اور سند فراغت حاصل کی۔ اور خواجہ میاں حامد تونسویؒ سے بیعت تھے۔ یہ اپنے عہد کے جید عالم بہترین مدرس، اور مناظر کے ساتھ ساتھ پشتو اور اردو کے نامور شاعر بھی تھے۔ جن کی دیوان نوائے جرس یاد گار ہے۔ 1986ء میں وفات پا گئے۔ اور اپنے والد ماجد کے ساتھ گاؤں معظم کی قبرستان میں مدفون ہیں۔

مولانا محمد جان صابر صاحبؒ کے تین صاحبزادے ہیں۔ جن میں سے مولانا حمید اللہ جان اور مولانا مرید احمد چشتی صاحب تو حیات ہیں اور درمیانے صاحبزادے حضرت مولانا رشید اللہ جان (راقم الحروف کے والد ماجد) سن 1985 میں وفات پا گئے۔ مرحوم مولانا رشید اللہ جان صاحبؒ نے دورہ حدیث وتکملہ علوم جامعہ رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضویؒ سے کیا تھا۔

ان میں سے باقی دو یعنی مولانا حمید اللہ جان اور مولانا مرید احمد صاحب بالکل لا ولد ہیں۔ اور مرحوم مولانا رشید اللہ جان کو اللہ تعالی نے

آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی دی ہے۔جن میں سے تین تو مکمل عالم دین اور ایک حافظ قرآن ہے۔اور باقی بھی امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں الحمد اللہ یہ ان کاملین کا فیضان ہیں۔اور خواجہ فاضل شاہؒ کی گفت ودعا کا ثمرہ ہے۔کہ آج بھی ایک عظیم الشان ادارہ جامعہ صابر یہ رضویہ کے نام پر خواجہ زعفرانؒ کی اولاد کے اہتمام میں چل رہا ہے جہاں سینکڑوں بچے قرآن وحدیث اور علوم اسلامیہ کی تحصیل وتکمیل کر رہے ہیں۔

تصانیف:

جو کتب آپ کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی دستیاب ہیں۔وہ دو ہیں ،میمون المبارک ، یہ علم میراث میں لکھی گئی ہے فارسی میں ہے۔اس پر آپ نے اختتام کی تاریخ (1299ھ) لکھی ہے۔دوسری یہ کتاب جو آپکے ہاتھوں میں ہے۔(نافع الرسخین) جس میں آپ نے انتہائی محبت و عرق ریزی سے اپنے مرشد کے احوال وخوارق کا تذکرہ کیا ہے۔

وفات:

مولانا زعفران صاحبؒ کی وفات (غالباً)1310ھجری کو ہوئی ہے مستند تاریخ ولادت ووفات میسر نہ آسکی۔البتہ آپ کی کتب اور دیگر

احوال و آثار سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مزار شریف:

اغضر خیل ضلع لکی مروت جو کوہ شیخ بدین کے دامن میں واقع ہے ۔ آپ کی آخری آرام گاہ ہے ۔گاؤں کے ساتھ متصل چوٹی پر پرانی قبرستان میں (خدایار کے گھر کے ساتھ) چار پختہ قبروں میں سے سرہانے کے دو قبروں میں سے دایاں قبر آپ کی ہے۔

ازقلم

مولانا حفیظ اللہ صابری ناظم اعلیٰ جامعہ صابریہ رضویہ گلوٹی ڈی ،آئی ،خان یکے از اولاد مولانا خواجہ زعفران صاحبؒ

و

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ گڑھی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الغلمین والعاقبتہ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ واصحابہ اجمعین

بعد اس کے فقیر حقیر محمد زعفرانؒ جو کہ دردمندوں کی راہ کی خاک ہے۔ کہتا ہے کہ بعض کرامات اور مناقب کا ذکر اور خوارق عادات اور بعض ملفوظات موتی بکھیرنے والی مبارک زبان سے جو کہ اسرار سبحانی کی منبع اور انوار یزدانی کی جائے ورود قدوہ السالکین شمس العارفین سلطان العاشقین ملک التارکین قبلہ تحقیقی حضرت ولایت مآب خواجہ خواجگان خلیفہ صاحب محمد فاضل شاہ میر پوری قدس اللہ سرہ و مدظلہٗ عالی مفارق المستر شدیٖن الیٰ یوم الدین سے سنا ہے (یعنی جو کچھ میں نے اپنے پیرومرشد حضرت فاضل شاہ صاحب سے سنا ہے اور خوارق عادات اور کرامات دیکھیں ہیں) ان سب کو جمع کر دیا ہے اور اس مجموعے کا نام نافع الراسخین رکھا۔ چاہیے کہ آپ اس کا مطالعہ کریں اور اس گنہگار پُر تقصیر کو دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔ اُس کی ذات سے توفیق اور اُسی پر بھروسہ ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے شیخ کا ایک ملفوظ لکھ لیتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں ثبت فرما دیتا ہے۔اور انجام کار اس کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہوگی۔ چنانچہ کتاب اسرار اولیاء میں ہے۔کہ جب مرید اپنے پیر کی آواز سن لیتا ہے اور اسے لکھ لیتا ہے تو ہر حرف کے بدلے جو اُس کی زبان پر آتا ہے ہزار سال کا ثواب اور طاعت اسے دیتا ہے۔اور اس کے نامہ اعمال میں وہ ثواب ثبت فرما دیتا ہے اور فوت ہو جانے کے بعد اُس کی جگہ علیٰ علیین میں ہوگی۔

نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ ایک روز مجھ سے فرمایا کہ ہر مرید جب اپنے پیر کی زبان سے اُن کی باتیں گوش ہوش سے سنے اور اسے لکھتا ہے تو اُسے زیادہ سے زیادہ برکات نصیب ہونگی۔ میں نے بھی امید کے ساتھ یہ چند ملفوظات اور چند مناقب سپردِ قلم کیے ہیں ۔کہ حق تعالیٰ اس بندہ گنہگار قصوروار (محمد زعفران) کو حضرت خواجگان جناب ولایت مآب قدس سرہ کی حرمت اپنا عشق و محبت نصیب فرمائے اللھم آمین یارب العلمین۔

(مقبرہ شیخ سلیمان اور حضرت جناب ولایت مآب)

ا۔ من جملہ ان واقعات کے ایک یہ ہے کہ ایک بار جناب ولایت مآب اپنے پیرومرشد کی زیارت کو روانہ ہوئے۔اس سفر میں بندہ کے غریب خانہ میں تشریف لائے اور رات وہاں کرم نوازی فرمائی ۔اور صبح صادق کے بعد روانہ ہوئے یہ بندہ بھی حضرت جناب والا کے پیچھے چل پڑا اور نماز فجر حضرت شیخ سلیمانؒ کے دربار کے ایک گوشے میں ادا کی ۔بعدہٗ جناب والا نے جو چند قبرے اس مقبرہ کے آخری کنارے پر تھیں۔ان کے نزدیک تشریف لے گئے اور ان کے لیے علیحدہ خصوصی دعا فرمائی ۔دعا کے بعد دونوں ہاتھ مبارک اہل قبور پر رکھے اور ان کے سامنے بہت ہی عجز وزاری فرمائی ۔پھر وہاں سے روانہ ہو کر جب ہمارے ہاں تشریف لے آئے تو بندہ نے عرض کی کہ غریب نواز اس میں کیا حکمت تھی ۔کہ ان چند قبروں کے لیے دوسری بار خصوصی دعا فرمائی۔اور پہلی دعا پر جناب نے اکتفاء نہیں کیا ارشاد فرمایا کہ ان قبور والے شہید ہیں۔اللہ تعالیٰ جلہ شانہٗ نے انہیں قبرون میں شان وعیش وعشرت میں رکھا ہے میں

نے شفاعت کی امید پر ان سے سوال کیا۔

جناب نے جب فرمایا تو رونے لگے اور آنسوں موتیوں کی طرح روئے مبارک پر جاری ہوئے۔اور ریش مبارک پر آنسوؤں کے قطرے اُڈنے لگے اور فرمایا کہ نہ جانے میرا حال کیا ہوگا۔ایک ساعت بعدہ بندہ نے عرض کی غریب نواز کیا اپنے سوال کا جواب ان قبروں والوں سے جناب نے سنا؟ ارشاد فرمایا کہ اس باب میں مجھ سے سے نہ پوچھ کیوں کہ تجھے ان باتوں کا علم نہیں ہے۔پس اس بندہ نے عرض کی کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہ جناب ولایت مآب کا کشف یہاں تک ہے کہ مردوں کے احوال کی بھی خبر رکھتے ہیں اور جناب کی نظر مبارک سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔بلکہ ظاہر و باطن کو دیکھتی ہے۔

چنانچہ مولنا روم نے فرمایا:۔

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں　　پیر اندر خشت بیند بیش ازاں

اندر آئینہ چہ بیند مرد عام　　کہ بہ بیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بہتر است از سی صد عصا　　چشم بشنا سد گہر را از حصا

چونکہ دست خود بدست اُود ہی　　پس ز دست آں کلاں پیروں جہی

(امرِ واقعہ کا ذکر پہلے ظہور بعد میں)

۲۔ من جملہ ان واقعات کے ایک بات یہ ہے کہ ان کا لنگر عام جو ان کی قبل از وفات اور بعد از وفات ہزاروں مساکین کے لیے وقف ہے ۔کوئی بھی اس سے محروم بے نصیب واپس نہ ہوا۔اور حالت راحت و پریشانی میں بھی برابر روز افزوں تر اور بہتر ہی رہا ہے اور از اں جملہ عالم فائق بھی ہے کہ علماءِ عصر ان کے مقابلے میں طفل مکتب شمار کیے جاتے ہیں۔

اور از اں جملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دن گڑھی افغاناں کے مسمی اکرم خان کہ وہ بھی جناب ولایت مآب کے مریدوں میں سے ایک ہیں نے اس بندہ (محمد زعفران) کے سامنے بیان کیا کہ میں نے اپنی اراضی کی آبادی کے لیے اکی ایک نالہ کھودا۔جب کام سے فارغ ہوا جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی کے بعد عرض کی کہ غریب نواز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نالہ کو میرے لیے نفع مند بنا دے تا کہ اس کا فائدہ ہر خاص و عام کو پہنچے ۔ارشاد فرمایا اے! اکرم خان یہ نالہ

تو ابھی خام ہے مگر اس پر خصومت مچے گی۔ میں دوبارہ عرض گزار ہوا کہ غریب نواز کسی کو بھی اس نالے پر جھگڑنے اور دعوٰی کا حق نہیں ہے اور اس میں کسی کا بھی حصہ نہیں ہے تو وہ کیوں میرے ساتھ خصومت کرے گی۔ فرمایا اگرچہ حق نہیں رکھتے مگر حسد کی وجہ سے تجھ پر دعوٰی کریں گے لیکن خاطر جمع رکھ کہ دعوٰی کے بعد حاکمان وقت کی طرف سے ایک سند تیرے ہاتھ آئے گی بعد اس کے کوئی تیرے اوپر دعوٰی نہ کرے گا۔

الغرض چند روز بعد دیکھا گیا میرے معاند تنازعہ کرتے اُٹھے اور نوٹس میرے سر پر ڈال دی آخر کار حاکمان وقت نے معاندوں کا دعوٰی خارج کیا اور میرے حق میں فیصلے کی ایک محکم سند میرے ہاتھ میں دی۔ اس وقت سے اس نالے کی آبادی ایسی ہے کہ اس کا نفع ہر خاص وعام کو پہنچتا ہے اور وہ جو جناب ولایت مآب نے فرمایا تھا۔ سامنے آیا اللہ جل شانہٗ اپنے خاص بندوں کو ایسی دیدہ بینا بخشتا ہے کہ وہ کوئی بھی امر واقعہ ذکر فرمائیں اور اس واقعہ کا ابھی وجود بھی نہ ہو لیکن کچھ مدت بعد وہی امر ظہور میں آجاتا ہے۔

چشم بینا بہتر از سی صد عصا　　　چشم بشنا سد گہر را از حصا

دیکھنے والی آنکھ تین سو عصاؤں سے بہتر ہے
چشم بینا ہی گوہر اور پتھر میں فرق کرتی ہے۔

(چند آدمیوں کا کھانا اور سو سے زائد لوگ)

۳۔ اورازاں جملہ یہ ہے کہ ایک روز قاضی صاحب محمد موسم فتح جنگ والے نے بیان کیا کہ ایک روز میرے پیرومرشد جناب ولایت مآب شہر فتح جنگ تشریف لائے مجھے جلد ازجلد طلب فرمایا اور فرمایا کہ لنگر جاری کرو۔دل میں آیا کہ اس رات جناب والا کی ازخود مہمان نوازی کروں ۔میں اٹھا بازار گیا اوردس سیر آٹا اوردس سیر گوشت خرید کر گھر لے گیا۔بعدنماز مغرب حضور سے عرض کی کہ غریب نواز کھانا تیار ہے۔فرمایا! کہ تمام مہمانوں کو اپنے گھر لے جا۔اور کھانا زیادہ دینا کیونکہ سب بھوکے ہیں سیر ہوجائیں۔میں جناب کے فرمان کے مطابق تمام مردوں کو اپنے گھر لے گیا۔دیکھا کہ وہ ایک سو سے زیادہ تھے ۔نہایت شرمندہ ہوا اوردل میں کہا کہ میرا کھانا زیادہ سے زیادہ بیس لوگوں کو کفایت کریگا۔شرمندگی سے مجھے رونا آیا اورجسم پر لرزہ طاری ہوا۔میں آگے اورمہمان میرے پیچھے آنے لگے ۔جب گھر میں آئے تو جو کچھ مہمانی تھی ان کے آگے رکھ دی۔اورخود اندر گیا اورسرنگوں زمین پر لیٹ

گیا۔ایک ساعت بعد مہمان اٹھے اور باہر جانے لگے ۔ایک آدمی آیا اور مجھ سے کہا! اے قاضی صاحب اُٹھ جب اُٹھااور دیکھا کہ روٹیاں گوشت اور بہت سا کھانا ابھی باقی بھی بچا ہے۔اور سو سے زیادہ لوگ پیٹ بھر کھا بھی چکے ہیں ۔خدا کا شکر میرا دل خوش ہوا جناب ولایت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔جناب والا نے رخِ مبارک میری جانب کیا اور ارشاد فرمایا! اے قاضی صاحب کیوں پریشان کیوں ہوئے تھے؟ تیری تو میرے ساتھ دوستی ۔تیرے کھانے پر ہمیشہ برکتِ الٰہی ہوگی۔

اس کے بعد جناب ولایت مآب اُٹھے اور میرے گھر کے اندر تشریف لائے اور جو کچھ روٹی اور گوشت باقی بچا تھا تناول فرمایا۔اور دونوں ہاتھ مبارک میرے کاندھوں پر رکھے اور فرمایا کہ میں ہمیشہ اپنے دوستوں کو یاد رکھتا ہوں ۔میں ان سے غافل نہیں ہوں ۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ جناب ولایت مآب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ' نے ایسا کشف عطا فرمایا تھا کہ کھانے کی کمی اور میری پریشانی سے آگاہ تھے۔اور تھوڑا کھانا اُن کی دعا سے زیادہ ہوا۔پس بندہ گنہگار کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو ہر چیز قدرت وتصرف حاصل ہے۔کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے زیرِ نظر رہتے ہیں ۔اس طرح مولانا روم ناطق ہیں۔

اولیا اطفال حق اند سے پسر　　غائبی حاضری پس باخبر

برتر ند از عرش وکرسی وخلا　　ساکنان مقصدِ صدق وصفا

از برائی امتحاں خوار ویتیم　　لیک اندر و سرمنم یارو ندیم

پیش خلقان خوار وزار وشخیند　　پیش ما مقبول و محفوظ و پسند

ہاں وہاں ایں دلق پوشانِ منند　　صد ہزار اندر ہزار و یک تنند

سائیہ شاہ می طلب ہر دم شتاب　　تا شدی زاں سایہ بہتر ز آفتاب

۱۔　اے بیٹے اولیاء حق تعالیٰ کے اطفال ہیں
جو غائب ہے ان کے لیے حاضر اور وہ باخبر ہیں

۲۔　عرش وکرسی اور خلا سے بھی برتر بلند بالا ہیں
مقام مقصد صدق وصفا پر ساکن ہے

۳۔　لوگوں کے امتحان کے لیے خوار ونزار ویتیم پھرتے ہیں
لیکن راز کی بات یہ ہے کہ میں ان کا دوست وراز دار ہوں

۴۔　مخلوق کے سامنے خوار و زار اور کمزور ہیں
لیکن میرے نزدیک مقبول ومحفوظ اور پسندیدہ ہیں

۵۔　ظاہر و باہر تو یہ دلق (گدڑی) پوش ہیں
لیکن صد ہزار دینا ئیں ان کی ایک دلق (گدڑی) میں

رہتی ہیں

۶۔ جلدی سے ہردم ان کا سائیہ تلاش کر
تا کہ تُو ان کے سایہ میں آفتاب کی گرمی سے محفوظ ہو

(قرض کی ادائیگی اور شفائے کاملہ)

۴۔ اورازاں جملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب محمد موسم ہی نے اس بندہ کے سامنے بیان فرمایا کہ مجھے ایک سخت بیماری نے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ میں قریب الموت ہوا۔اس حال میں ایک شخص میرے سرہانے کھڑا ہوااور کہا کہ قاضی صاحب میرا تیرے ذمے چارروپے قرض ہے۔وہ مجھے ادا کردے اگرتو مر گیا تو میرا قرض کون مجھے دے گا۔اس حالت بیماری میں روپے قِسم سے ایک بھی روپیہ میرے ہاتھ میں نہیں تھا۔میرادل تنگ ہوااور رونے لگا اور میں نے روئے سوال جناب ولایت مآب حضرت فاضل شاہ صاحب کے درِاقدس کی طرف کیا۔اورفریادکناں ہوا کہ! اے میرے مرشد مدد فرما۔افسوس ہے کہ مرنے کے بعد قرض میری گردن پر ہوگا۔

الغرض اسی اندیش وفکر میں نیند آئی۔ میں نے جناب ولایت مآب کو خواب میں دیکھا۔ارشاد فرمایا! اے قاضی صاحب اُٹھواور قرض کا غم اپنے

دل سے نکال دے۔اس قدر ارشاد فرما کر چلے گئے۔جب میں خواب سے بیدار ہوا ناگاہ ایک شخص آیا اور چار روپے فی سبیل اللہ مجھے دیے اور واپس چلا گیا۔میں نے جلدی جلدی اُس قرض خواہ کو تلاش کیا اور اسکا قرض ادا کردیا۔اور مجھے بھی شافی مطلق نے اس مرض سے شفاء کامل نصیب فرمائی۔

(ایک دم غائب ایک دم حاضر)

۵۔ اورازاں جملہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن خادم جناب ولایت مآب مسکن گڑھی افغاناں سے روایت ہے کہ میں پیرومرشد جناب والا فاضل شاہ صاحب کے ہمراہ حضرت خواجہ خواجگان محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کی زیارت کے لیے تونسہ شریف گیا ہوا تھا۔اور ہم نے چند شب وہاں اقامت کی۔پھر اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے ہم نے ایک دن ایک رات کا سفر کیا۔دوسرے روز دوپہر کے وقت جناب والا نے میری طرف رُخ مبارک کر کے فرمایا !اے عبدالرحمٰن میں تیرے سامنے سے غائب ہوجاتا ہوں بیدار رہو۔بعد اس کے میرے سامنے سے روانہ ہوئے تیز تیز قدم اُٹھانے لگے اور اس کلمہ کے ساتھ ذکر جہر شروع کردیا لآ الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ شروع کرنے کے ساتھ ہی میری آنکھوں سے غائب ہوئے۔جتنا بھی

میں نے آگے پیچھے دیکھا انکونہیں پایا۔ میں حیران اپنی جگہ کھڑا رہا اور اتنا رویا کہ بیہوش زمین پر گر پڑا۔ اسی حالت میں نیند نے مجھ پر غلبہ کیا۔ ناگاہ جناب ولایت مآب نے مجھے خواب سے بیدار کیا اور ارشاد فرمایا! اے عبدالرحمٰن اُٹھ تاکہ منزل قطع کریں۔ عرض کیا غریب نواز کہاں تشریف لے گئے تھے کہ میں نے جناب کو اتنا تلاش کیا اور آپ کو نہیں پایا۔

ارشاد فرمایا! اے عبدالرحمٰن پریشان نہ ہونا۔ میں تو بطریق مزاح تجھ سے چھپ گیا تھا اور مجھے دلاسہ دیا بلکہ جناب والا ہم سب درویشوں سے اسی طرح پہلے بھی کئی بار پنہاں ہوجایا کرتے تھے۔ اور ہم جتنا بھی آپ کو تلاش کرتے تھے آپ نہیں ملا کرتے تھے اور آخر کار خود ہی ظاہر ہوجایا کرتے۔ یہ جناب والا کی عادت شریف تھی کہ کبھی بطریق خوشدلی ایسا کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم کہ کہاں تشریف لے جاتے تھے ۔بقول پشتو صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا۔

چہ پہ یو قدم ترعرشہ پورے رسی
مالیدلے دہ رفتار دے درویشانو

ایک قدم اٹھا کر عرش تک پہنچتے ہیں
درویشوں کی تیز رفتاری میں نے دیکھی ہے

(سیہ کارکو نیکوکار بنادیا)

۶۔ اورازاں جملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ نور محمد خلیفہ جناب ولایت مآب ساکن پیزو سے روایت ہے کہ جب جناب والا کالاباغ میں تشریف لائے تو وہاں کا ملک اللہ یار خان گاہے گاہے آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا اور ہر قسم کی خدمت حضرت صاحب کی بجالاتا تھا۔اور ہمیشہ رخصت ہوتے وقت یہ عرض کرتا رہتا تھا۔کہ غریب نواز میرا سر میری اولاد اور میری دولت آپ کی مِلک ہے۔لیکن مجھے اپنے غلاموں میں شمار فرمائیں۔ جناب جواب میں فرماتے کہ مجھے تیری دولت کی کوئی ضرورت نہیں لیکن خبردار دین پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں چھوڑنا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے علاوہ تمام مذاہب باطل اور کمزور ترین ہیں۔اسکے بعد ملک اللہ یار خان ہمیشہ جناب ولایت مآب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور ہر ہر وقت ذکر اذکار میں مشغول رہتے۔اور افعال بد سے توبہ کی۔سبحان اللہ وبحمدہٖ جناب والا کی صحبت پاک میں عجب تاثیر تھی۔

بیت:۔

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالع ترا اطالع کند

اچھوں کی صحبت تجھے اچھا بنا دے گی   اور بُروں کی صحبت بُرا بنا دے گی

(کایا پلٹ دیا)

۷۔ اور ازاں جملہ وہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے مجھے بیان کیا کہ ایک روز ملک اللہ یار خان نے مجھ سے بیان کیا بلکہ میں خود وہاں موجود تھا۔

کہ اللہ یار خان نے عرض کی غریب نواز! میرے بیٹے مظفر خان نے نماز و روزہ ترک کر دیا ہے۔ اور افعال بد میں مبتلا ہو چکا ہے۔ اسے اگر آپ جناب اپنی زبان دُرفشان سے نصیحت فرمائیں۔ امید ہے کہ اللہ جل شانہٗ اُسے توبہ نصیب فرمائے۔ جناب ولایت مآب نے اُسے جواب میں فرمایا ٹھیک ہے اُسے میرے پاس لے آنا۔ پھر عرض کہ غریب نواز میرے کہنے سے آپ کے پاس نہیں آئے گا۔ جناب اُسے خود طلب فرمائیں تو اچھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسی تھی کہ چند روز بعد ملک مظفر خان خود ہی جناب والا کی قدم بوسی کو حاضر ہوا۔ اور جناب والا کی قدم بوسی کے بعد سامنے بیٹھ گیا۔ آپ جناب نے اپنا چہرا مبارک مظفر خان کی طرف کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ ایسا اثر ہوا کہ مظفر خان رونے لگ گیا اور خوب رویا۔ اور ہاتھوں اور کانوں کو برائی سے کھینچ لیا۔ (یعنی برائی سے یکسر ہاتھ کھینچ لیے) بعد اس کے افعال بد کے نزدیک نہیں گیا۔ بلکہ اس روز کے

بعد ہمیشہ تلاوت قرآن میں مشغول اور تسبیح ہاتھ میں لیے رہتا تھا۔ جناب والا کی مجلس پاک میں کچھ ایسا اثر اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا کہ جس کو بھی ایک بار جناب والا کی مجلس وصحبت نصیب ہوئی اگرچہ وہ پہلے بد بخت تھا لیکن بعدازاں نیک بخت ہوا۔ وہ یہ کہ لِکُلِّ مجلسٍ تاثیرٌ۔ ہر مجلس کا اثر ہوا کرتا ہے۔

(بے آب وگیاہ پہاڑ پر بارش اور پر تکلف کھانے کا انتظام فرمایا)

۸۔ اورازاں ایک یہ کہ ایک دن اس بندہ (محمد زعفران) کو محمد گل اخوندہ زادہ ہزارہ والے نے اس بندہ کے سامنے بیان فرمایا۔ کہ میں ایک بار جناب ولایت مآب کے ہمراہ کوہ کشمیر میں سیر کرنے ایک جمع عظیم کے ساتھ کہ میرے نزدیک ایک سولوگ ہوں گے گیا تھا۔ ہم نے تین دن سیر کی چوتھے روز ایک پہاڑ کی بلندی پر پہنچے ۔اوروہاں ہمارے پاس کھانا پینا اورسارا خرچہ ختم ہو چکا تھا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ را ت یہاں گزاروں گا۔ میں نے عرض کی غریب نواز کھانے کی کوئی شئے اور پانی نہیں تو یہاں رات کیسے بسر ہوگی؟ ارشاد فرمایا کہ پانی اور کھانا رازق مطلق سے طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد اسی جگہ دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی۔ نفل کے بعد رُو بقبلہ بیٹھے ۔اچانک آسمان پر بادل نمودار ہوا اور

اس سے بارش برسنے لگی۔ جب پانی جا بجا کھڑا ہوا تو میرا دل مطمئن ہوا۔ بعد اس فکر میں ہوا کہ اب کھانا کہاں سے آئیگا۔ جب نماز عصر ادا کر لی۔ میں نے دیکھا کہ پہاڑ کی بلندی سے از ہر طرف لوگ آرہے ہیں۔ ان میں بعض کے سروں پرارد آٹا اور بعض کے سروں پر روغن زرد اور بعض کے سروں پر برنج زردہ اور بعض کے سروں پر دیگچے تھے۔ نماز مغرب تک لوگوں کی تعداد شمار سے زیادہ ہوئی۔ وہ تمام رات کھانے پینے اور شور شرابے میں گزر گئی۔ جب صبح صادق ہوئی۔ دیکھا کہ نہ تو وہ پہلے والے لوگ اور نہ ہی دوسرے آنے والے لوگ موجود تھے اور نہ ہی دیگچے اور سامان موجود تھا۔ پس بندہ گنہگار یہ کہتا ہے کہ بے شک اولیاء کو اللہ تعالیٰ ایسا قدر و مرتبہ عطا فرماتا ہے کہ جو عوام الناس کی عقول میں نہیں آیا۔ مولانا روم اس پر ناطق ہیں۔

۱۔ پاسبان آفتاب اند اولیاء   در بشر واقف ز اسرار خدا

۲۔ اولیاء راہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز آر ندش راہ

۳۔ کیف مدّ ظِلّ نفس اولیاء ست   کہ رو دلیل نور خورشید خدا ست

۴۔ دامن اُو گیر رو تو بیگماں   تا رہی از دامن آخر زماں

۵۔ اندر این وادی مروبی این دلیل   لا احب الأفلین کو چون خلیل

ترجمہ:۔

۱۔ اولیاء اللہ آفتاب کے محافظ و پاسبان ہیں
کہ جامئہ بشریت میں اسرار الٰہی کے واقف ہیں

۲۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے اختیار و قدرت حاصل ہے
کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لے آتے ہیں

۳۔ دیکھئے نفس اولیاء کا سایہ کیسا پھیلا ہوا ہے
کہ وہ ان کی ذات دلیل نور ہیں اور خدا تعالیٰ کے آفتاب ہیں

۴۔ ان کا دامن مضبوط پکڑ اور بے فکر رہ
تا کہ آخرت کی سختی سے تُو رہائی پا لے

۵۔ اس وادی میں بغیر اس دلیل کے قدم نہ رکھ

ابراہیم خلیل کی طرح لا حب الآفلین کہتا ہوا۔ یعنی میں زوال پانے والے کو معبود نہیں سمجھتا۔

(غیب سے آئی روغن آلودہ روٹیاں)

۹۔ اور جملہ ایک یہ ہے کہ ایک روز محمد گل اخوندزادہ نے بیان کیا کہ میں جناب ولایت مآب کے ہمراہ معہ چند لوگوں کے سفر میں تھا۔ ہم نے دن رات سفر کیا اور بہت تھک گئے آگے منزل قطع کرنا دشوار ہوا۔ میں نے عرض کی غریب نواز ہم تو بھوک سے مر رہے ہیں۔ فرمایا تمہارے آگے جا رہا ہوں۔ اگر تم لوگ کھانے کی کوئی چیز پاؤ تو اس میں میرا بھی حصہ رکھ

لینا۔ جناب ولایت مآب ہم سے آگے نکل گئے یہاں تک کہ خود کو درختوں کی اوٹ میں چھپا لیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک دسترخوان روٹیوں سے بھرا راہ میں پڑا ہے۔ دیکھا تو روٹیاں روغن زرد سے چپڑی ہوئی تھیں۔ ہم سب ان روٹیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور جلدی جلدی روٹیوں کو آپس میں تقسیم کیا اور کھا گئے۔ ایک ساعت بعد جناب ولایت مآب نے خود کو درختوں کی اوٹ سے ظاہر کیا۔ اور تبسم کناں ارشاد رفرمایا! کیا تم لوگوں نے کھانے کی کوئی چیز پائی تھی۔ عرض کی کہ غریب نواز جو کچھ ہمیں ملا تھا آپ کی نظروں سے چھپی نہیں ہے۔ پھر فرمایا عجیب دوست ہیں کہ جو کچھ پا لیتے ہیں خود ہی کھا لیتے ہیں اور مجھے اس میں سے حصہ نہیں دیتے ۔(یہ بطور مزاح فرمایا) اور آپ نے یہ حدیث شریف پڑھی)

اَلنَّصِیبُ یُصِیبُ وَلَوْ کَانَ تَحْتُ الْجَبَلَیْنِ۔ یعنی نصیب پہنچتا ہے اگرچہ دو پہاڑوں کے نیچے دبا ہوا ہو۔ اور اسی طرح ایک نظم ہے۔

۱۔ آنچہ نصیب تو بود آن خودی شرم نداری کہ غمِ نان خودی

۲۔ ہرچہ کہ روزی ست رسد بیگماں وآنچہ نباشد نرسد در دہان

۳۔ پس زہ پی آنچہ نخواہد رسید زحمت بیہودہ نباید کشید

ا۔ جو کچھ تیرے نصیب میں ہوگا وہی کھائے گا
تُو شرم نہیں کرتا کہ روٹی کا غم کرتا ہے۔
۲۔ تیری روزی تجھے بے گمان پہنچے گی
جو قسمت میں نہیں تیرے من میں نہیں پہنچے گی
۳۔ پس اس کے پیچھے جو تجھے نہیں پہنچی
بیہودہ زحمت نہ کھینچ

(جناب والا کا فرمودہ خطا نہ ہوا)

۱۰۔ اور از اں جملہ یہ کہ ایک روز خلیفہ حضرت نور محمد پنیڑواں والہ اس بندہ کے سامنے بیان کیا کہ میں ایک بار جناب ولایت مآب کے ہمراہ سفر میں تھا۔ آپ کالا باغ تشریف لائے۔ ملک مظفر خان نے جناب ولایت مآب کی مہمانی تیار کی ہوئی تھی۔ کھانا جناب کے سامنے پیش کیا تو اس وقت چہرہ مبارک ملک مظفر خان کی طرف کر کے ارشاد فرمایا! اے مظفر خان تو ایک وقت میرے ساتھ دشمنی کرے گا۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ دشمنی کا کا سبب کیا ہوگا۔ میری اس علاقے میں زمین بھی نہیں کہ تیرے ساتھ دشمنی کا سبب بنتی۔ مگر یہ روٹی کا ٹکرا جو کھالیتا ہوں اگر یہ دشمنی کا سبب ہو تو واللہ اعلم۔ ملک مظفر خان رو دیا اور بڑی عاجزی اور آہ وزاری کرنے

لگا۔ کہا کہ غریب نواز روٹی کیا میرا تمام مال و دولت، بندے کا سر سب آپ کے اختیار میں ہے۔ اور میں خاص غلام حلقہ بگوش ہوں خدا نہ کرے کہ میرے اور جناب کی ذات پاک کے مابین مخالفت پیدا ہو۔ الغرض اس کے بعد دیکھا کہ گیا کہ ملک مظفر خان نے جناب ولایت مآب کے ساتھ سخت دشمنی اختیار کر لی۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ دوستان خدا کا فرمودہ خطا نہیں جاتا۔ بلکہ جو کچھ کہتے ہیں دیدہ دانستہ کہتے ہیں نہ کہ علم غیب سے (یعنی مستقبل میں ہونے والے واقعات و حالات پہلے سے دیکھ کر بتاتے ہیں نہ کہ ان حالات و واقعات کا صرف علم ہو)۔

بیت:۔

گفتہ اُو کہ گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ:۔ ان کی کہی ہوئی بات اللہ کی بات ہوتی ہے
اگرچہ اللہ کے بندے کی زبان سے نکلتی ہے۔

(نادانستہ کھائے ہوئے حرام کھانے نے پاکیزہ مزاج پر بُرا اثر کیا)

۱۱۔ اور از اں جملہ واقعات ایک یہ کہ روز سلطان خان فتح جنگ کے رہنے والے نے اس بندہ (محمد زعفران) کے سامنے بیان کیا کہ ایک بار جناب ولایت مآب فتح جنگ تشریف لائے تھے کم و بیش چالیس مریدوں

کے ساتھ۔ پہلی شب کی مہمان نوازی مجھ پر تھی ۔اوران ایام میں کسی صاحب نے مجھے بیس روپے رشوت دی ہوئی تھی۔ ان پیسوں کو میں نے حضرت صاحب کی مہمانی پرخرچ کیا ہوا تھا۔ جب رات گزر گئی جناب نے مجھے طلب فرمایا۔ میں خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک زرد ہو چکا تھا اورآپ پریشان بیٹھے تھے۔فرمایا! اے سلطان خان اس رات کوتو مجھے خواب غفلت ایسا لے گیا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤں سے کوئی عبادت وطاعت نہ ہوسکی۔اور میرا تمام وجود سُست پڑ چکا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ تیرا کھانا حرام یا مکروہ تھا یا کوئی اورسبب ہوگا۔ میں نے جواب نہ دیا۔ بلکہ انتہائی شرم وذلت نے مجھے گھیر لیا۔ پس بندہ گنہگار یہ کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دوستوں کوحرام ومکروہات سے بسیار بسیار پرہیز ہوا کرتا ہے کہ ایسی غذا سے انہیں طاعت وعبادت فائدہ نہیں دیتی۔

مثنوی

۱۔ قطرہ بارانِ تو چون صاف نیست
گوہر دریای تو شفاف نیست

۲۔ لقمہ کہ دراصل نباشد حلال
زو نفتد مرد مگر درحلال

ترجمہ:۔

۱۔ جب تیری بارش کا قطرہ صاف نہ ہو
اس سے آدمی نہیں پڑتا مگر گمراہی میں

۲۔ لقمہ کہ جو اصل میں حلال نہ ہو
تو تیرے دریا کا موتی چمکدار نہیں ہوگا

(راولپنڈی میں مرض وبا اور حضرت کے دو دوست)

۱۲۔ اور منجملہ ان واقعات کے یہ بھی ہے کہ ایک روز محمد اکرم خان گڑھی افغاناں کے رہنے والے نے اس بندہ کے سامنے بیان کیا۔ کہ ایک بار جناب ولایت مآب راولپنڈی روانہ ہوئے ہمارے شہر جو کہ گڑھی افغاناں ہے تشریف لائے۔ بعد اس کے دو دنبے ذبح کیے اور گوشت دیگ میں ڈال کر پکوالیا۔ پکا ہوا گوشت اور شوربہ مساکین میں تقسیم فرمایا۔ اور ہڈیاں جمع کر کے دفن کرادیں۔ میں نے عرض کی غریب نواز اس میں کیا حکمت تھی؟ کہ گوشت مساکین میں تقسیم کرادیا اور ہڈیاں دفن کرادیں۔ فرمایا! اے اکرم خان خاص راولپنڈی شہر میں مرض وبا چند روز بعد نازل ہوگی۔ اور وہاں دو میرے دوست ہیں۔ مبادا وہ وبا انہیں پہنچے ۔میں نے دو دنبے اپنے دوستوں کے لیے صدقہ کردیئے۔ اور دونوں کے

نام بھی زبان مبارک سے لیے ۔کہ اس وقت تک وہ دونوں زندہ ہیں ۔الغرض تقدیر باری تعالیٰ کی ایسی ہوئی کہ تھوڑے دنوں میں مرض وبا راولپنڈی کے لوگوں پر نازل ہوئی اور بہت سے لوگ مرض مذکورہ سے ہلاک ہوئے اور جناب ولایت مآب کے اُن دوستوں کو سر میں درد بھی نہیں پہنچا اور اُس مرض سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُن دونوں کو محفوظ فرمایا سبحان اللہ وبحدہ جناب ولایت مآب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چشمِ بینا عطا فرمائی تھی کہ اگرچہ کوئی بھی بات فرمادیتے اور فی الحال وجود اس کا نہ ہوتا بعد اس کے دیکھا گیا کہ وجود اس کا ظاہر ہو جاتا ۔پس کہتا ہے ۔

یہ بندہ گنہگار کہ وہ جو بعض امور اولیاء اللہ سے عوام الناس کے فہم میں خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں۔لیکن وہی امور عین شریعت ثابت ہو جاتے ہیں ۔لیکن ظاہر میں ادراک سے دور ہوتے ہیں۔

مثنوی معنوی

صورتش برخاک و جان بر لامکان لامکانِ
فوق وہمِ سالکان
لامکانی نی کہ در وہم آیدت
ہردمی در وی خیال زایدت
بل مکان ولامکان در حکمِ اُو

ہمچوں در حکم بہشتی چار جو
ماھیانِ قعر دریائی جلال
بحر شان آموختہ سحر حلال
شرح این کوتہ کن وزین رخ متاب
دم مزن اللہ عالم با الصواب
پس محالِ از حال ایشاں حال شد
نحس آن جارفت نیکوفال شد

ترجمہ:۔

ان کی صورتیں توزمیں پر اور روح لامکان پر ہوتی ہے۔ بلکہ سالکوں کا وہم وخیال لامکان سے بھی اوپر ہوتا ہے۔لامکان نہیں کہ تیرے خیال میں آئے۔

ہر دم ان کے بارہ میں تیرا خیال زاید ہوتا ہے۔ بلکہ مکان ولا مکان ان کے اختیار میں ہے۔ ایسے ہی ان کو بہشت کے معاملہ میں چارہ جوئی کرو دریائے جلال کی گہرائی کے ماہی ہیں ان کے بحر نے سحر حلال کو سیکھا ہوا ہے۔اسکی شرح کوتاہ کر اور اس سے منہ نہ پھیر آگے چون وچرا کا دم نہ مار اللہ درست بات کو خوب جانتا ہے۔پس ان کے حال سے حال محال ہوا نحوست وہاں سے گئی اور نیکو فال ہوا۔

(جناب ولایت مآب سے بیعت کا ایک دیوانہ)

۱۳۔ اور ان میں ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک روز محمد گل اخوندزادہ جو کہ اس بندہ کے استاد بھی ہیں بیان کیا کہ ایک بار ولایت مآب بنوں تشریف لائے تھے۔اورشہر میں ملک پیرودوست خان کے ہاں قیام فرمایا۔میری بھی اس شہر میں سکونت تھی۔ایک روز مجھ سے فرمایا بنوں میں کریم خان نام کا آدمی ہے وہ کس شہر میں ہے۔عرض کی غریب نواز میں کریم خان کونہیں جانتا۔ جناب خاموش ہوئے۔ایک ساعت بعد پھر اس شخص کے بارے میں پوچھا۔میں نے پھر پہلے کی طرح جواب دیا۔ پھر خاموش ہوئے۔ایک ساعت بعد پھراس کے بارے میں پوچھا۔میں نے دوبارہ وہی جواب دیا کہ غریب نواز میں کریم خان کونہیں جانتا۔ پھر کچھ فرمایا۔جب وقت زوال ہوا ناگاہ کریم خان اخوندہ زادہ بازہ خیل والا بہت سارے درویشوں کے ساتھ آیا اور آتے ہی آہ وفریاد شروع کی ۔خدا کا واسطہ اگرخواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ کے خلیفہ اس شہر میں تشریف لائے ہوں تو مجھے اشارہ کرواور مجھے دکھا دو کہ یہ شخص ہیں۔کیونکہ میرا دل ان کے پنجہ میں ہے۔چاہیے کہ ان کی قدم بوسی سے میں مشرف ہوجاؤں اوران کا دست بیعت مجھے نصیب ہو۔اس

وقت جناب ولایت مآب خلوت میں تھے۔میں جناب کے خلوت خانہ میں گیا۔عرض کی کہ غریب نواز آپ نے جو فرمایا تھا کہ کوئی کریم خان نام کا شخص ملک بنوں میں ہے یا نہ۔تو وہ آدمی جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔جناب والا اس نام کے سنتے ہی خلوت سے باہر تشریف لائے۔اور کریم خان بھی جناب کی قدم بوسی کے لیے روتا ہوا آیا۔اور قدم بوسی جناب کی نصیب کر لی۔

جناب والا مذکورہ کریم خان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کے اندر لے گئے اور دونوں روبرو بیٹھے۔اس وقت میں مسجد شریف کے دروازے پر خدمت میں مستعد کھڑا تھا۔میں نے دیکھا کہ کریم خان کا ہاتھ جناب ولایت مآب کے ہاتھوں میں تھا۔ارشاد فرمایا! کریم خان اخوندزادہ سورۃ فاتحہ پڑھ۔مگر کریم خان اخوندزادہ باوجود اس کے کہ خود اتنا علم رکھتا تھا مگر سورۃ فاتحہ شریف نہ پڑھ سکا۔اُس کے جسم پر لرزہ طاری ہوا۔سبحان اللہ وبحمدہٖ۔جناب ولایت مآب کا رُعب ودہشت یہاں تک تھا کہ سورۃ فاتحہ شریف اس سے بھول گئی۔بلکہ جناب والا نے حرف بحرف سورۃ فاتحہ پڑھ دی۔اور وہ ذات پاک کے دست پر بیعت سے مشرف ہوا۔جب ہم مسجد سے باہر آئے تو میں نے حقیقتِ حال بیان کرنے کو کریم خان سے

پوچھا۔کریم خان نے اپنا حال خود بیان کیا۔کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا! کہ اُٹھ جا اور میرے خلفیہ سے بیعت کر۔جب میں بیدار ہوا تو خواب کی فکر نہیں کی پھر سو گیا۔اسی طرح پھر فرمایا دوسری مرتبہ پھر میں نے کوئی توجہ نہ دی۔تیسری مرتبہ جب سویا تو واضح اشارہ کیا۔پھر بیدار ہوا اور بے طاقت اور بے آرام جناب ولایت مآب کی طرف روانہ ہوا۔جس وقت کہ روئے مبارک جناب ولایت مآب کو دیکھا میرا دل پرسکون ہوا جب کریم خان اخوندزادہ نے اس طرح بیان کیا تو میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور یہ خواب اخوندزادہ مذکورہ کا جناب والا کے سامنے بیان کیا۔ارشاد فرمایا! میں نے آپ سے جب اس نام کے بارے میں تین بار پوچھا تھا تو مجھے بھی میرے پیرومرشد نے تین ہی بار خواب میں حکم دیا کہ کریم خان سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل کرو۔ورنہ مجھے کریم خان کے نام سے کیا مقصد۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ جناب ولایت مآب اپنے پیرومرشد کے اِذن کے بغیر کسی کو بھی دست بیعت نہیں دیتے تھے۔اور جسے بیعت کرنے کا اپنے پیرومرشد سے حکم ملتا تھا۔اس کو خود طلب فرماتے اگرچہ وہ بہت

دور کے علاقے میں ہوتا۔ پس کہتا ہے بندہ گنہگار کہ جناب ولایت مآب سے بیعت بے شک و بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بیعت تھی ۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ پر مستقیم تھے ۔ بلکہ سرِ مُو بھی شریعت سے مخالف نہیں چلتے تھے۔ اور جو کوئی کہ شریعت مطہرہ پر پکا ہو تو یہی عین ولایت ہی ہے۔

نظم

بریدا و دست دان بیعت دست رسول

انقیاد حکم او احکام حق کردن قبول

ناش آوردن بدل واقف کن وقفہ وصول

واز زبان صاف او گفتن کند جنت حصول

ہر کہ آمد بر درش زو ردنمیِ ساز دسوال

مفلس آدمی رود فی الحال با مال و منال

صاحب کشف ور کرامت شمع اولیاء

مہبت تابان ولایت مہر رخشان یدا

ترجمہ:۔

ان ہاتھوں کے میں ہاتھ دنیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کے مترادف ہے

ان کے حکم کو لاگو کرنا احکام حق قبول کرنا ہے
دل کو ان کے نام سے واقف کر اور سمجھ
اور ان کی پاکیزہ زبان سے بات کرنا جنت کا حصول ہے
جو بھی ان کے در پر آتا ہے اس کا سوال رد نہیں ہوتا
مفلس آتا ہے اور منال و مال لے کے جاتا ہے
صاحب کشف و کرامت اور اولیاء کے جمگھٹے میں مثل شمع ہیں
ولایت کے روشن چراغ اور ہدایت کے مہر درخشاں

(اخوند صاحب سوات نے والے نے جناب ولایت مآب کو شہید کرنا چاہا

مگر ناکام اور نامراد رہا)

۱۴۔ اور ازاں جملہ یہ کہ ایک بار جناب ولایت مآب اپنے پیر و مرشد کی زیارت کو تونسہ شریف لے جا رہے تھے۔ اس سفر میں رات کو میرے گھر تشریف لے آئے۔ اس شب بندہ نے عرض کی غریب نواز میں نے سنا ہے کہ آپ کی ذات پاک اور اخوند صاحب سوات والے کے درمیان کوئی مناظرہ ہوا تھا وہ کس طور پر تھا۔ ارشاد فرمایا! کہ حاسدوں اور مخالفین نے مجھ پر ایک ناحق الزام اخوند صاحب کے سامنے لگا دیا۔ اس

طور سے کہ وہ (یعنی حضرت فاضل شاہ صاحب) بھنگ، شراب اور لواطت کو حلال و جائز کہتا ہے۔ نعوذ باللہ من ھذ الخرافات۔ بعد اس کے اخوند صاحب نے حکم صادر کیا کہ یہ شخص جو حرام اشیاء کو حلال جانتا ہے اگر کوئی اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آئے۔ خدا اور اسکا رسول راضی ہو جائیں گے۔ مریدین نے جب یہ مژدہ اپنے پیر سے سنا تو بہت سے لوگ میرے گرفتار کرنے کے طلب گار ہوئے۔ تقدیر باری تعالیٰ کی ایسی ہوئی کہ میں اپنے پیرومرشد کے فرمان کے مطابق پہاڑوں میں لکڑیاں خریدنے گیا ہوا تھا۔ جب میں پہاڑ پر پہنچا تو پچاس نفر مزدوری پر لیے اور لکڑیاں خرید کر دریا اٹک میں ڈال دیں۔ بعضے مزدور لکڑیوں کے ساتھ روانہ کیے اور بعض میرے ساتھ رہے۔ لکڑیاں آگے تیر رہی تھیں اور ہم ان کے پیچھے جا رہے تھے۔ وقت شب ہم ایک شہر میں پہنچے جو دریا کے کنارے تھا۔

اور رئیس اس شہر کا اخوند صاحب کا مرید تھا۔ تمام لکڑیوں کو دریا سے باہر نکال کر ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ وقت نماز مغرب جب رئیس مذکورہ کو ہمارے آنے کی خبر ملی تو ہمارا استقبال کیا اور بہت تعظیم بجالایا۔ بلکہ دو تین دنبے ہماری مہمانی کے لیے ذبح کر دیئے۔ الغرض نماز عشاء کے وقت

کھانے کے بعد رئیس مذکور نے مجھ سے کہا کہ میرے گھر میں جناب قدم رنجہ فرمائیں اور میرے گھر والوں کو دست بیعت عنایت فرمائیں تو میری سرفرازی ہوگی۔ میں اس کے کہنے پر اس کے ساتھ چل پڑا جب اس کے گھر داخل ہوا رئیس کی نیت بدل گئی اور اس نے میرے ہاتھ رسی سے مضبوط باندھ دیئے۔ اسی شب اخوند صاحب کی طرف مجھے روانہ کردیا۔ نماز ظہر کے بعد تیسرے روز مجھے اخوند صاحب کی کچہری میں حاضر کیا گیا۔ میرے حاضر ہوتے ہی فرمایا کہ اس فقیر کے ہاتھ کھول دو۔ ان کے حکم پر میرے ہاتھ کھول دیئے۔ میں ان کے ساتھ ہی بٹھادیا۔ اس وقت ہر طرف سے لوگ خاص و عام نے انبوہ بنالیا بعد اس کے اخوند صاحب نے یہ سوال کیا کہ لکڑیاں اپنے پیرومرشد کے پاس پہنچادیں؟ میں نے جواب دیا یہ لکڑیاں میرے پیر پسند فرمائیں گے تو اس وقت پہنچادونگا۔ پھر سوال کیا کہ بتادے نسوار حلال ہے یا حرام؟ میں نے جواب دیا حلال ہے۔ فرمایا کس کتاب میں ہے دکھادے؟ میں نے کہا کہ مجھے یہاں دست بستہ لایا گیا ہے میرے پاس تو کتابیں موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کتاب کا نام یاد کر میرے پاس ہر قسم کی کتاب موجود ہے۔ میں نے ۷۰ کتابیں نام بنام لیئے۔ فرمایا یہ تمام کتابیں حجروں سے باہر لے آؤ۔ کتابیں لائی گئیں اور

میرے سامنے رکھ دی گئیں۔ فرمایا یہ ہیں کتابیں۔ اب دکھا دے ان میں نسوار کا حلال ہونا۔ بعد اس کے میں اٹھ کھڑا ہوا یہ خیال کر کے کہ میں تو کوتاہ قد ہوں جب عبارت بیٹھ کر پڑھوں گا لوگ میری آواز کم سنیں گے اور جب کھڑا ہوکر پڑھونگا میری آواز اونچی ہوگی تاکہ زیادہ لوگ سنیں۔ میں نے ایک ایک کتاب اٹھا کر بلند آواز سے پکارا اے علماء کرام سنیں یہ فلاں کتاب ہے اس کے مصنف فلاں ہیں اور حنفی المذہب ہے۔ اگر آپ کی دانش میں یہ کتاب پسند ہو تو اس میں نسوار کی حلت دکھا دیتا ہوں۔ سب علماء نے جواب دیا کہ بے شک ولاریب یہ کتاب سند ہے۔ بعد اس کے میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اوراس کتاب کو غلاف سے باہر نکالا ۔خدا تعالیٰ جل شانہ کے فضل سے بغیر میری سعی کے مسئلہ حلت نسوار ظاہر ہوتا جاتا۔ اور میں اُس کتاب کی عبارت کو با آواز بلند سنا دیتا۔ کہ ہر خاص وعام کی سماعت میں میری آواز خوب سنائی دیتی ۔علیٰ ہٰذا القیاس ان تمام کتابوں کو یکے بعد دیگرے سب کے سامنے کھولا اور نسوار کی حلت ساری کتابوں میں ظاہر کر دی۔

جب اخوند صاحب نے یہ معاملہ دیکھا کہ کتاب میں باب تلاش کئے بغیر مسئلہ پالیتا ہے۔ فرمایا اے لوگو سنو! اس مرد کی شیطان مدد کرتا ہے

۔کہ نسوار کی حلت کا مسئلہ کتابوں میں باب تلاش کیے بغیر معلوم کر لیتا ہے
میں نے کہا کہ میرے ساتھ ملائکہ کرم کی مدد ہے کہ مسئلہ حق میرے سامنے
ظاہر ہو جاتا ہے۔ الغرض ان تمام کتابوں میں مسئلہ ظاہر ہوا۔ جب یہ بحث
تمام ہوئی پھر پوچھا کہ عرق بھنگ پاک ہے یا نہ؟ میں نے کہا پاک ہے
۔پھر پوچھا ساز سننا حلال ہے یا حرام؟ میں نے جواب دیا کہ یہاں اس
جگہ کوئی بھی نہیں کہ ان کے لیے ساز سننا جائز ہو۔ اور دوسری جگہوں میں
خدا تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں کہ ان کے لیے ساز سننا جائز ہے۔ جب
میں نے یہ بات کہی تو اخوند صاحب غصے میں آئے۔ فرمایا اے
لوگو تمہارے درمیان کوئی ایسا مسلمان ہے جو اس کو قتل کر دے؟ کسی نے
جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات کہی مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تیسری بار پھر حکم
دیا کہ اے لوگو کوئی کافر بھی ہے جو اس شخص کو قتل کر دے۔

جناب ولایت مآب نے یہاں تک بات پہنچا دی اس بندہ گنہگار
(محمد زعفران) نے عرض کی غریب نواز جب اخوند صاحب نے یہ حکم
صادر کیا تو آپ کو بھی خود پر کوئی ترس آیا یا نہ؟ ارشاد فرمایا اُس وقت
میرے پیرومرشد حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی میرے روبرو تبسم فرما
بیٹھے تھے۔ پس اخوند صاحب کے اس حکم سے مجھے کیا خوف و ہراس

ہوتا۔مگر ایک ان کے درمیان سے اُٹھااورکہا کہ میں اس کو قتل کردیتاہوں۔وہ میرے نزدیک آیااور مجھے بازوں میں پکڑلیا۔جب مجھے پکڑلیا اخوند صاحب نے مجھے دیکھا اورکہا اے! فقیرالحال اپنے پیر سے مدد مانگ کہ تجھے قتل ہونے سے رہا کرائے۔

میں نے کہا میرا پیر میرے پاس حاضر ہے کوئی مجھے قتل نہیں کرسکتااس شخص نے مجھے پکڑلیا میں نے جواب دیا کہ میرے پیرومرشد پاک میرے پاس حاضر ہیں۔مجھے قتل ہونے نہیں دیں گے۔الغرض وہ آدمی مجھے باہوں میں تھامے ایک حجرے میں لے آیا۔میں نے نگاہ کی تو وہ پورا حجرہ کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔اس مرد نے میرے ہاتھوں اور پاؤں پر بوسے دیئے اور بڑی عذرخواری کی۔اورکہا بہر خدا مجھے بھی اپنے غلاموں میں شامل فرمائیں۔اوراس آدمی کے ہاتھ پاؤں خشک ہوں جو آپ کوقتل کرنا چاہے۔میں آپ کولوگوں کے درمیان سے پکڑ کر یہاں لے آیااس لیے نہیں کہ آپ کو معاذ اللہ شہید کروں۔مگراس لیے کہ مجھے ڈر ہوا کہ مبادا کوئی منافق آپ کوشہید کرلے۔بعد اِس کے وہ اُٹھا اورتمام اہل خانہ چھوٹے اور بڑوں کو میرے پاس لے آیا۔اورکہا کہ غریب نوازان سب کواپنا دست بیعت عنایت فرمائیں۔تاکہ یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل

ہوں۔ میں نے اس کے تمام اہل خانہ کو بیعت کیا جب میں نماز شام سے فارغ ہوا۔ اُس نے مجھے زنانہ لباس پہنا کر اور خود میرے ساتھ دو تین میل چل پڑا۔ جب میں خطرے سے باہر ہوا تو اسے رخصت کیا اور کیلا روانہ ہوا۔

جناب ولایت مآب نے جب یہ حکایت تمام فرمائی تو روی مبارک اس بندہ (محمد زعفران) کی طرف کر کے ارشاد فرمایا! وہ جو آپ نے مجھ سے اخوند صاحب کے ساتھ میرے مناظرہ کے متعلق سوال کیا تھا تو وہ اس طور سے تھا۔ پس کہتا ہے بندہ گنہگار (محمد زعفران) کہ جناب ولایت مآب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وہ علم عطا فرمایا تھا کہ کسی کو بھی مجال مقاومت آپ کے علم کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ علماء عصر آپ کے مقابلے میں طفل مکتب کی طرح تھے۔ جنانچہ مولانا روم قدس سرہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

علم صورت پیشہء آب و گل ست
علم معنی رہبر جان و دل ست
علم چوں بر دل زند یارے شود
علم چوں بر تن زند مارے شود

قیل وقلت کار ناید ہیچ روی
معرفت حاصل کن ای بسیار گوی

ترجمہ:۔

ظاہری علم پانی اور مٹی کا پیشہ ہے
علم باطنی روح اور دل کا رہبر ہے
علم جب دل کے لیے حاصل کرے گا یار ہوتا ہے
علم جب تن پروری کے لیے حاصل کرے گا سانپ ہے
ظاہری قیل وقال کسی طرح کام نہیں آتا
معرفت حاصل کر اے زیادہ بولنے والے

نظم

علم چند انکہ بیشتر خوانی
چون عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق شود نہ دانشمند
چار پائی برو کتابے چند
علم جتنا بھی زیادہ پڑھے گا
جب تجھ میں عمل نہیں تو تُو بے وقوف ہے

نہ تو ایسا آدمی محقق ہوتا ہے نہ عقلمند

بس ایک چار پائے پر چند کتابیں لدی ہیں

بیت :۔

صورت ظاہر نمی آید بکار

باطنی باید مبّرا از غبار

ظاہری صورت کسی کام نہیں آتی

باطن گرد وغبار سے پاک ہونا چاہئے

پس بندہ گنہگار کہتا ہے کہ اعوذ باللہ من شرورانفسِنَا ومِن سیآت اعمالِنا۔ اوراللہ تعالیٰ جل شانہ امان دے ہمارے بھائیوں کو حاسدوں کے حسد سے کہ وہ مومن ہیں۔ سوات والے جناب ولایت مآب سے حسد رکھتے تھے۔

رباعی:۔

حسد رنج ست سوزندہ کزو آتش بجان افتد

چہ جائی جان کہ از حساد آتش برزمین افتد

مربجان اے عزیز من زسودائی حسودان دل

کہ سود خود بدست آری تو ایشانراز یان افتد

حسد ایک رنج ہے کہ زندہ اس سے اپنے جسم میں آگ لگاتا ہے

تو جان کا کیا ٹھکانا اکہ حاسدوں سے زمین پر آگ پڑتی ہے
اے میرے عزیز حاسدوں کی فکر سے دل پریشان نہ کر
کہ تو جب اپنا فائدہ حاصل کرے گا تو انہیں نقصان ہوتا ہے

(خواجہ شاہ محمد سلمانؒ کی ایک کرامت از جناب ولایت مآبؒ)

۱۵۔ اوران جملہ ان واقعات سے ایک یہ ہے کہ جناب ولایت مآب اپنے پیرومرشد کی زیارت سے یعنی خواجہ خواجگان حضرت شاہ محمد سلمان تونسوی قدس سّرہ کی زیارت سے رخصت ہو کر ․ جہ اپنے وطن کی طرف روانہ تھے۔اس سفر میں جب رات اس بندہ (محمد زعفران) کے غریب خانے میں تشریف لائے ۔کل کے روز اس جگہ سے شب دوم کے لیے بہاولخان کے گھر شہر جنگ خیل میں ہم لے گئے کہ وہ بھی جناب ولایت مآب کے غلاموں میں سے ایک ہے۔جب وہ شب گزری تو کل نماز دیگر کے بعد جناب والا اس شہر کی مسجد میں مصلا پر بیٹھے اور لوگ ان کے اردگرد آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔اس وقت اس بندہ (محمد زعفران) نے عرض کی کہ غریب نواز اگر کچھ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان قدس سرہ کی مناقبت سے جناب والا کی زبان درافشاں سے بیان ہو جائے۔نہایت مہربانی ہوگی۔ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات شریف کی

مناقبات مین سے بیان کرتا ہوں مگر وہ جو خود بچشم دیکھا ہے۔نہ کہ سنی ہوئی بات دوسروں سے اور ایسا کہ میں ایک روز خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان قدس سرہ کی خدمت میں آپ کی خلوت گاہ بنگلہ شریف میں حاضر تھا۔اور آپ کے خدام میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ تھا۔اور اس بنگلہ شریف میں ایک سوراخ تھا۔اور اس سوراخ کی جانب لوگوں کی گزر گاہ تھی۔ناگاہ اس راہ گزر پر ایک مرد گزرا۔اور ایک بیت بڑی خوش آوازی سے پڑھا۔اس کی آواز آپ کی سماعت کو پہنچی آواز سننے سے آتش عشق آپ کے تن مبارک پر لگی۔

چنانچہ آگ نے آپ کا لباس جلا دیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کا تمام وجود مبارک جل گیا۔میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو ڈر گیا۔تو فغان و چیخ و پکار کے ساتھ بنگلہ شریف سے دوڑتا ہوا باہر آیا اور بلند آواز سے نعرہ لگایا۔اے لوگو بہر خدا میرے پیر و مرشد جل گئے۔

جب میری آواز لوگوں نے سنی تو تمام لوگ حجروں سے اور مسجد شریف سے دوڑتے ہوئے باہر آئے۔اول بنگلہ شریف کے دروازے پر صاحبزادہ گل محمد غفراللہ پہنچے اور مجھ سے پوچھا اے فقیر یہ کیا نعرہ بازی کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ اندرونِ بنگلہ شریف میرے مرشد پاک جل

گئے۔جب صاحبزادہ صاحب نے بنگلہ شریف کے دروازے سے سرمبارک اندرکیا تو اندر سے آواز آئی کہ کون ہے؟ صاحبزادہ صاحب نے جب حضرت خواجہ شاہ سلیمان کی آواز سنی تو واپس آئے اورتمام لوگوں کو تسلی دی کہ خیریت ہے واپس آجاؤ۔الغرض یہ کہ جناب ولایت مآب نے جب خواجہ خواجگان کی مناقبت بیان کی تو آپ نے اندر سے ایک آہ سرد و پُردرد کھینچی۔اورفرمایا!افسوس نہایت افسوس ہے اگرمیں پیرومرشد کا یہ راز چھپالیتا۔تو البتہ میرے مرشد پاک مجھ پررحم فرمالیتے اورامید ہے کہ باب عشق سے ایک قطرہ مجھ پرارزانی فرمادیتے۔مگر یہ میری بے نصیبی تھی کہ پیرومرشد کے اس راز کو فاش کردیا۔پس کہتا ہے یہ بندہ گنہگار کہ یہ خارق عادت جومرشد حقیقی سے ظاہر ہوئی زمانہ حال میں تھی۔الاّ یہ کہ عشق کے دریا کے دریا نوش کیے ہوئے تھے۔اوراپنی عمرشریف میں کوئی آہ یا اُف کے نعرے نہیں لگائے تھے۔امّا یہ بھی عجب نہیں۔

جیسا کہ اظہر مین الشّمس ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہ عشق حقانی کے براق پرسوار تھے۔اورعشاق سے اس طرح کے امور شہود میں آیا ہی کرتے تھے۔چنانچہ مولانا روم نے فرمایا:۔

شاد باد اے عشق پُر سودای ما
وی طبیب جملہ علت ہائے ما

ای دوای نخوت و ناموس ما

اے کہ تو افلاس جالینوس ما

سینہ خواہم شرح شرح از فراق

تا بگویم شرح دردِ اشتیاق

عاشق تصویر وہم خویشتن

کی بود چوں عاشقاں ذالمنن

جسم خاک از عشق بر افلاک شد

کوہ در رقص آمد و چالاک شد

عشق جان طور آمد عاشقا

طور مست وخرَّ موسیٰ صعقا

جملہ معشو قست و عاشق

پردہ زندہ مشوقست عاشق مُردہ

چوں نبا شد عشق را پروای اُو

او چوں مرغی ماندی ہے پروای اُو

آتش عشق ست کا ندرنی فتاد

جوشش عشق است کا ندرمی فتاد

آتش ست این بانگ نای و نیت باد

ہر کہ این آتش ندا رد نیست باد

ترجمہ:۔

خوش رہ اے عشق کہ تُو نے ہمیں سودائی بنا دیا

وہ ہی ہماری جملہ بیماریوں کا طبیب ہے
کہ تُو ہماری نخوت و ناموس کی دوا ہے
اے کہ تُو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے
میں شرح صدر چاہتا ہوں فراق کی تنگی سے دل کی شرح
تا کہ درد اشتیاق کی تشریح کہہ سکوں
تصویر کے عاشق اپنے وہم میں مبتلا
کیسے ہوں گے عاشقان ذوالمنن کی طرح
جسم خاکی عشق کی برکت سے افلاک کا جانشین ہوا
پہاڑ بھی وجد میں آ کر رقص کرنے لگے اور ہوشیار ہوئے
اے عاشق عشق طور کی جان بن کر آیا
طور مست ہوا اور موسیٰؑ چیخ مار کر گر گئے

(مرشد کامل نے بدکار عورت کو شر سے بچالیا)

۱۶۔ اور نیز جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ میں ایک دراز سفر پر گیا تھا۔ ناگاہ ایک جنگل میں مجھ سے راہ گم ہوئی۔ جتنا میں نے راستہ تلاش کیا نہیں ملا۔ اور سرگردان بے راہ جا رہا تھا۔ ناگاہ تین آدمیوں کو دیکھا کہ زمین آباد کر رہے تھے۔ ان سے راستہ کے بارے میں پوچھا کہا اے فقیر

یہیں بیٹھو۔ جو کوئی ہمارے پیچھے روٹی لائے گا تجھے اس کے ساتھ کر دیں گے۔ وہ تجھے شہر تک پہنچا دے گا۔ میں وہاں بیٹھا ایک ساعت بعد ایک نوجوان بکرہ عورت ان کے لیئے روٹی لے آئی۔ انہوں نے روٹی کھائی اور مجھے بھی روٹی دی۔ میں نے روٹی کھائی۔ جب میں کھانے سے فارغ ہوا کہنے لگے اے فقیر اس کے ساتھ چلا جا تجھے شہر پہنچا دے گی۔ میں عورت کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ان کی نظروں سے میں پنہاں ہوا تو عورت نے نیت بد کی۔ اور زبان دراز کی کہ میرے ساتھ زنا کر لے ورنہ میں تجھے بدنام کر دونگی۔ پس میرے بھائی تمہیں قتل کریں گے۔ میں نے جتنی اس کے سامنے زاری وعاجزی کی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہت دل تنگ ہوا رُخ اپنے پیرومرشد (تونسہ مقدسہ) کی طرف کر کے نہایت زاری وعاجزی سے عرض کی۔ اے میرے مرشد پاک آج میری مدد کو آپ نہیں پہنچے تو میرا کام خراب ہو جائیگا۔

ناگاہ دیکھا کہ مرشد من خواجہ خواجگان حضرت محمد سلیمان قدس سرہ ایک درخت کے دامن سے اٹھے اور میرے آگے روانہ ہوئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا۔ مگر اتنا خوف اپنے پیرومرشد کی دہشت سے مجھ پر بیٹھا کہ شرمندگی سے اپنی آنکھیں اٹھا نہ سکا۔ مگر خوف زدہ آپ کے

پیچھے جانے لگا۔ جب کچھ راہ ہم نے طے کی۔دل میں آیا کہ اپنے پیچھے دیکھ لوں کہ وہ عورت کہاں گئی میں نے پیچھے دیکھا کہ وہ عورت اسی جگہ حیران کھڑی تھی۔دوبارہ جب آگے دیکھا تو پیرومرشد سامنے سے غائب ہو چکے تھے۔اورنہیں دیکھا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

الغرض چندروز اس سفر میں لگے ۔آخر پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔اورقدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔جناب نے رُخ مبارک میری طرف کرکے ارشاد فرمایا! ہر مرید کہ وہ جب اپنے پیرپر پکا اعتقادرکھتا ہے۔اس مرید کو اگرکوئی مشکل درپیش ہواوراپنے پیر سے مدد مانگے ۔وہ پیراس مرید کے پاس خودبخود پہنچتا ہے۔میرے مرشد نے جب ایسا مژدہ سنایاتو میں نے آپ کے دست وپا کو بوسے دیئے بہت خوش ہوامیرے دل نے اطمینان کیا۔اورمیں نے کہاالحمد للہ کہ میں اپنے پیرومرشد کے غلاموں میں سے ایک ہوں۔پس ہرطالب کو چاہئے کہ اپنے کوپیرکامل کی صحبت میں لائے۔کیونکہ صحبت کامل نصیبہ دارین ہے۔

مثنوی

یار غالب جوکہ تا غالب شوی

یار مغلوبان مشوبین ای غنی

یار باشد یار را پشت و پناه
گر تو نیکو بنگری یا رست راه
یار شو تا یار بینی بی عدد
زانکه بی یاراں بمانی بی مدد
چشم ہا را چار کن در اعتبار
یار کن در چشم خود و چشم یار
رو بجو یار خدا ئیرا تو زود
چون چنیں کردی خدا یار تو بود
امر ھم شوری بخواں اندر صحت
یار را باش و مکن از یار اُف
چونکہ در یاران رسی خامش نشین
اندران حلقہ مکن خود را نگین
ار آئینہ ست جان را در حزن
بر رخ آئینہ ایں جان دم مزن
تا نپو شد روی خود را از دمت
دم فرد بردن بباید ہر دمت

چشم را باروی اُو میداد جفت
کرد منکیز ان زراه بحث وگفت

ترجمہ:۔

غالب و زور آور کی تلاش کر کہ تُو غالب ہو
مغلوبوں کا یار نہ بن گمراہ ہوجائے گا
یار اپنے یار کا تکیہ و پناہ گاہ ہوتا ہے
اگر تو نیکو کار بننا چاہتا ہے تو یار ہی سیدھا راستہ ہے
یار بن تا کہ یار کو بے حساب دیکھے
اس لیے کہ بے یاران مدد سے رہ جاتے ہیں
یار پر اعتبار و توکل میں آنکھیں چار بنا
یار کو آنکھوں میں داخل کر۔ خود کو یار کی دو آنکھیں بنا
یار کی طرف چل خدا تعالیٰ تیری طرف جلد آئے گا
جب تو ایسا کرے گا خدا تعالیٰ یار ہوگا
امرھم شوریٰ بینھم پڑھ قرآن میں
تو یار ہو جا اور یار سے پہنچنے والی تکلیف پر اُف نہ کر
جب دربار یار میں پہنچو تو خاموش بیٹھو

اور اس کے حلقہ میں خود کو مشہور نہ کر
یار جان کا آئینہ ہے حُزن و ملال میں
اے جان آئینہ کے سامنے دم نہ مار
جب تک روی خود تیرے سامنے نہ چھپائے
تو تجھے بھی ہر دم سانس دبانا ہی چاہیئے
اس کے مبارک چہرے سے آنکھوں کونہیں جھپکانا
اوراس کے سامنے بحث وگفت وشنید کی راہ سے اپنے کو بچا

(تیرہ بیلوں کوذبح کرنے کے جرم میں راجہ کشمیر نے جناب ولایت مآب
کوتختہ دار پر چڑھانا چاہا۔مگر پھر؟)

۱۷۔ اورنیز جناب ولایت مآب فرماتے تھے کہ میرے پیرومرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد ہماری عادت یہ ہے کہ عرس شریف کے ایام میں بقدرتوفیق پیرومرشد کے پیچھے صدقہ وخیرات کیا کرتا ہوں۔سفرمیں ہوں یا حضرمیں ۔ایک بارملک کشمیرمیں گیا تھا۔اورعرس شریف کے ایام بھی وہاں ہی برابر ہوئے۔بقدرتوفیق تیرہ (۱۳) بیلوں کوو ہاں ذبح کرلیا اورروٹی پکوا

کر مساکین اور فقراء کو خوب کھلائی۔کوئی یہ احوال کشمیر کے راجہ تک لے گیا۔راجہ غیض وغضب میں آیا۔اور حکم جاری کیا کہ اس فقیر کو گرفتار کر کے لے آؤ۔الغرض راجہ کے سپاہی آئے اور مجھے چار طالب علموں کے ساتھ گرفتار کر کے لے گئے۔جب ہم راجہ کی کچہری میں حاضر ہوئے حکم ہوا کہ اس فقیر کو میرے نزدیک بیٹھاؤ۔میں راجہ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔میں نے دیکھا کہ مسلمان اور سکھوں کے خاص وعام لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے۔راجہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ فقیر میرے حکم سے خبر نہیں رکھتا۔کہ اتنے بیلوں کو ذبح کر دیا۔میں نے جواب میں کہا کہ ان ایام میں میرے پیرومرشد کا عرس شریف اس ملک میں درپیش ہوا۔اور میں جہاں بھی رہوں اگر دن عرس شریف کے آجائیں تو بقدر توفیق کے خیرات کرتا ہوں۔پس ان بیلوں کو ذبح کر کے وہی خیرات تھی۔راجہ غصہ میں ہوا ہاتھ تلوار پر رکھا اور بولا اگر یہ تلوار تیرے سر پر ماردوں تو تیرے پیر سے تجھے مدد پہنچے گی؟ میں نے جواب میں کہا کہ تو نے ابھی تلوار برہنہ بھی نہ کی ہوگی کہ میرے مرشد پاک میرے پاس پہنچ جائیں گے۔اور مجھے تیرے ہاتھ سے قتل ہونے سے بچالیں گے۔اور تیرا سر تلوار سے کاٹ ڈالیں گے۔جب میں نے یہ کہا تو ہاتھ تلوار سے اُٹھالیا۔اور کہا کل تجھے تختہ دار پر

چڑھاؤں گا۔ میں نے پھر جواب میں کہا کہ کل اس جگہ سے بفضل خدا تعالیٰ اور باامداد پیرومرشد جاچکا ہوں گا۔ اور وہاں تیرا ہاتھ مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔

الغرض حکم دیا کہ اس فقیر اور اسکے ساتھیوں کو فلاں جگہ بٹھادو۔ اور چار چوکیداران پر پہرہ دیں۔ سپاہیوں نے حکم پر اسی طرح عمل کیا۔ اور پانی اور کھانا بھی ہمیں نہ دیا۔ جب رات آخر کو پہنچی۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا تیمم کیا اور تکبیر تحریمہ کہنے کو تیار ہوا اس حال میں اپنا رُخ اپنے پیرومرشد کی طرف کیا۔ اور میں نے عرض کی اے مرشد پاک رات آخر کو پہنچی۔ اور کل روز راجہ نے مجھے دار چڑھانے کی وعید دی ہے۔ بعد اسکے دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کے لیے اُٹھائے۔ ناگاہ میرے ہاتھ کسی نے پکڑ لیے۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی میں نے جان لیا کہ یہ میرے مرشد پاک کا ہاتھ ہے اور یہ اشارہ ہے کہ نکل چل پڑو۔ بعد اسکے خود کو آہستہ آہستہ خواب غفلت سے بیدا کیا۔ اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور ہم پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو ہمارے چلے جانے کی خبر نہ ہوئی۔ دوسرے روز جب خوب اجالا ہوا ہم اُس جگہ پہنچ چکے تھے کہ وہاں راجہ کا ہاتھ ہم تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور وہاں سے ایک کاغذ لکھ کر میں نے راجہ کو بھیج

دیا۔اس میں لکھا تھا کہ تیرے پہرہ دینے والے سپاہیوں کو بھی میرے جانے کی خبر نہ ہوئی۔

اورجناب ولایت مآب نے جب یہ کرامت حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہ کی بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کرامات میرے مرشد پاک کی ایسی ہیں کہ بحالت حیات اور بعداز وصال سچے پکے مریدوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔ چنانچہ مولانا محی الدین قصوری کے ابیات ہیں۔

نیست خلل ہیچ ولی را بموت
قوت امداد نہ زو گشت فوت
موت ولی است حیات ابد
ہر کہ نہ اقرار کندگشت رد
گر نہ مدد ہا رسد ازا لیاء
غیر ولی چوں ز ولی شد جدا
خاص تر آں شاہ ہمہ اولیاء
نائب کامل ز شہہ انبیاء
قطب جہاں غوث زمان محی الدین

فیض از و تا بقیامت یقین

ہر کہ بود منکر امداد اُو

باد بر و لعنت و اولاد او

پیر دیگر شاہ بود نقش بند

ہست زبسیار مشائخ بلند

ہم مددش تا بقیامت بود

ہرکہ نہ اقرار کند گشت رد

جملہ را است مدد بے گمان

بہر مریدان خود اندر جہان

ترجمہ۔

ولی اللہ کو موت سے کوئی نقصان نہیں

اس کی قوت امداد فوت ہونے سے ختم نہیں ہوتی

ول کی موت حیات ابدی ہے

جوکوئی اس بات کااقرار نہیں کرتا وہ رد ہے

اگر اولیاء سے مدد نہ پہنچتی

تو ولی ولی سے کیوں جدا ہوا

بلخصوص وہ ہمہ اولیاء کے بادشاہ

شہہ انبیاء علیہ الصلوۃ اسلام کے نائب کامل

قطب جہاں غوث زماں محی الدین

تا قیامت یقین کے ساتھ ان سے فیض جاری ہے

جو کوئی ان کی امداد سے منکر ہے

اس پر اور اس کی اولاد پر لعنت ہو

دوسرے مرشد کامل شاہ نقشبند ہیں

بہت سے مشائخ کرام سے مرتبہ میں بلند ہیں

ان کی مدد تا قیامت جاری ہے

جو اقرار نہیں کرتا سو وہ رد ہوا

سب کو ان کی مدد بے خیال وگماں پہنچتی ہے

اپنے مریدوں کے لیے سارے جہاں میں

(تونسہ میں بیٹھے بیٹھے سینکڑوں میل دور اپنے مرید کو شیر کی دست بُرد سے بچالیا)

۱۸۔ اور اوزاں جملہ یہ کہ ایک روز جناب سید حسن شاہ ترمذی لوگری خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت محمد شاہ سلیمان قدس سرہ اور محمد گل اخوندزادہ ہزارہ والے کہ جو کہ اس بندہ (محمد زعفران) کے استاد ہیں کے

درمیان کچھ بحث مباحثہ ہوا۔ جنانچہ سید حسن شاہ ترمذی لوگری نے فرمایا کہ ہمارے پیران عظام کی عادت یہ ہے کہ اپنے معاندوں میں سے کسی ساتھ بحث نہیں فرماتے اور جو جناب ولایت مآب علماء بنوں کے ساتھ بحث کرتے رہے ہیں۔ یہ بات ہمارے پیران عظام کے طریقہ کے خلاف ہے۔ بعد محمد گل اخوند زادہ نے جواب فرمایا کہ جناب ولایت مآب (حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ صاحب) افغان قوم سے ہیں۔ تو جو کوئی ان کے پیران عظام پر تہمت لگائے تو انہیں غیرت آتی ہے۔ اور آپ کی ذات پاک کو غیرت نہیں آتی اور یہ بھی شرم کی بات ہے۔ پھر حضرت شاہ حسن شاہ ترمذی لوگری نے جواب میں فرمایا کہ میں جناب ولایت مآب کہ بزرگی کا اتنا قائل ہوں کہ تجھے اس کی خبر نہیں ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ ایک روز میں اور جناب والا اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان قدس سرہ کی کچہری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور دوسرے علماء اور خواتین بھی بہت موجود تھے۔ اچانک جناب ولایت مآب حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ صاحب اُٹھے اور کچہری مبارک کے کنارے پر اپنے وطن کی طرف رُخ کر کے سرنگوں کھرے ہوئے۔ ایک ساعت بعد واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھے۔ میں نے جب آپ کے چہرہ مبارک پر نظر کی تو نہایت رزد

دکھائی دیا۔اس وقت میری مرشد پاک (حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ) نے مبارک چہرہ اپنے زانوں سے اُوپر اٹھایا اور جناب والا کی طرف دیکھ کرفرمایا۔اے شاہ ادھر آمیرے نزدیک ہوجا۔جناب ولایت مآب اُٹھے اوراپنے مرشد پاک کے روبروبیٹھ گیا۔جناب والا حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ نے دست مبارک دراز کیا اورحضرت سید محمد فاضل شاہ کے دوش مبارک سے جامہ کھودیا۔دیکھا گیا کہ آپ کے دوشانوں مبارک کے درمیان شیر نے پنجہ مارا ہوا تھا۔اورشیر کے پنجے کا نشان ظاہر وباہر نمایاں تھا۔ان کے مرشد پاک نے وہ نشان اپنی ہتھیلی مبارک سے ملا۔یہاں تک کہ وہ نشان یعنی پنجہ شیر کا یکسر محو ہوا۔اورارشادفرمایا! اُٹھ بس چلا جا۔''پیر دیوانہ ہے اور اس کا مرید بھی دیوانہ'' جناب ولایت مآب اُٹھے اورحجرہ شریف کے اندر گئے۔ہم بیٹھے ہوئے لوگ حیران رہ گئے۔ہم نہیں سمجھے کہ یہ کیا معاملہ تھا۔

دیکھا گیا کہ چندروز بعد جناب ولایت مآب کے مریدوں میں سے ایک تونسہ شریف میں آیا۔اورجناب کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اوربیان کیا کہ میں فلاں روزفلانے مہینے فلاں جنگل میں شکار کے لیے گیا ہوا تھا۔ناگاہ ایک مست شیر میرے سامنے آیا جب ہم مقابل ہوئے تھوڑی

دیر تو میں نے مقابلہ کیا۔مگر پھر میری طاقت جواب دینے لگی اور دل میں اپنی ہلاکت یقینی جان لی۔اس وقت اپنے مرشد پاک کو مدد کے لیے پکارا۔آپ کی مدد مانگتے ہی جناب ولایت مآب (سید محمد فاضل شاہ) میرے سامنے آ کر کھڑے ہوئے۔اور شیر کا پنجہ آپ کے دوش مبارک پر پہنچا۔جب میں نے مرشد پاک کو دیکھا تو میں بھی دلیر ہوا اور شیر کا سر کاٹ لیا۔جب میں شیر کے قتل سے فارغ ہوا دیکھا تو جناب ولایت مآب میری آنکھوں سے غائب ہو گئے تھے۔اس وقت شوق زیارت اور جناب والا کی محبت مجھ پر غلاب آئی۔اور میرا سکون وقرار ختم ہوا میں چل پڑا۔تونسہ شریف آیا اور جناب والا کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور مجھے سکون ملا۔الغرض جب سید حسن شاہ ترمذی لوگری نے جب یہ خارق عادت جناب ولایت مآب کی بیان کی تو جناب محمد گل اخوندزادہ کھڑے ہوئے اور سید حسن شاہ ترمذی کو گلے لگالیا۔

پس کہتا ہے یہ گنہگار (حضرت مولٰنا محمد زعفران) کہ جو کوئی ایسے حق تعالٰی کے دوستوں کا منکر ہو۔محال ہے کہ دارِ دنیا سے دار البقا کو ایمان سلامت لے جاوے۔بلکہ زوال ایمان کا خوف ہے۔

بیت :۔

مخلص ومقبول درجت پزیر رحمت است

منکرش مردود درد وزخ اسیر ذلت است

ترجمہ:۔ اولیاء اللہ کا مخلص جنت میں ہے پزیر رحمت ہے ان کا منکر مردود دوزخ میں اسیر ذلت ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ جناب مآب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس قدر قوت باطنی عطافرمائی تھی کہ ان کے کسی مرید کو کوئی مشکل پیش آتی اور وہ مریدان سے مدد کی درخواست کرتا خودبخود اس مرید کے پاس پہنچ جاتے ۔پس کہتا ہے بندہ گنہگار (علامہ محمد زعفران خلیفہ جناب ولایت مآب) کہ ہر طالب شیخ کو چاہیے کہ اپنے شیخ کامل کی تلاش کرے اوراس کا ہاتھ پکڑ کر دوجہاں میں اس سے بہرہ یاب ہوگا۔ چنانچہ مولنا روم نے فرمایا ہے۔

لنگ و لو شکل وبی ادب

سوی او می یژ اورانی طلب

این طلب در راہ حق مانع کیشت

کین طلب کاری مبارک جنبشیت

این طلب مفقاح مطلوبات تست

این سپاہ نصرت ولایات تست

گرچہ آلت نیست تومی طلب

نعیت حاجت آلت اندر راہ رب

ہر کہ ابینہ طالب گارای پسر

یار اُوشد پیش اُو انداز سر

کز جوارِ طالباں طالب شوی

وز ظلال غالبان غالب شوی

ترجمہ:۔

ایسی حالت میں کہ لنگڑا لولا غافل شکل اور بے ادب ہے مگر ان کی طرف گھٹنوں کے بل بھاگ اور انکو طالب کر ایسی طالب کے لیے راہ حق میں کوئی مانع نہیں ایسی طلب گاری بڑی مبارک ہے ایسی طلب تیری حاجات کی چابی ہے یہ تیری فتح ونصرت کے سپاہ اور تیری فتح کے جھنڈے ہیں۔اے بیٹے جس کسی کو محبوب کا طلب گار دیکھتا ہے تو اس کا یار بن اور اس کے سامنے زمیں پر سر رکھ۔کہ طالبان حق کے پڑوس میں تو بھی طالب حق ہوجاوے گا۔اورز ورآوروں کے سایہ مین تو بھی غالب ہوجاوے گا۔

(اخوند صاحب سوات والے کی مخالفت پر افسوس)

۱۹۔ اور ازاں جملہ یہ کہ ایک بار جناب ولایت مآب اس بندہ (خواجہ محمد زعفران) کے غریب خانہ میں تشریف لائے تھے۔ میں نے عرض کی غریب نواز اخوند صاحب سوات والے اور جناب والا کی ذات پاک کے مابین مخالفت کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اخوند صاحب نیک مردوں میں سے ایک ہے۔ مگر علم ظاہری کم رکھتے ہیں اور ایک مسئلہ کے بارے میں کماحقہ تحقیقات ان کے پاس نہیں ہیں۔ افسوس نہایت افسوس ہے میری وفات ہوجائیگی اور کماحقہ تحقیق میرے اور ان کے مابین نہیں ہوجائے گی۔ میں اگر اُن کے پاس جاؤں تو میرے دوستوں میں کوئی نہیں کہ وہ میری حفاظت کا ذمہ لے۔ اور وہ بھی اس ملک میں نہیں آتے کہ تحقیق ہوجانے پر حق بحق ثابت ہوجائے۔ اگر حق ان کی جانب ہو تو میں رجوع کرلوں گا۔ اور اگر حق میری جانب ہوا تو وہ رجوع کر لیتے۔ کیوں کہ حسد رکھنا مسلمان بھائی کے ساتھ برا اور قبیح فعل ہے۔ چنانچہ مولنا روم نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

وز حسد گیرد ترا در راہ گلو
وز حسد ابلیس را با شد غلو

کوز آدم ننگ رادر از حسد

باسعادت جنگ دارداز حسد

عقبہ ازین صعبتر درراہ نیست

ایں خنک آنکش حسد ہمرا نیست

ایں حسد خانہ حسد آمد بدان

کزحسد آلودہ باشد خاندان

گرحسد خانہ حسد آمدو لیک

آن جسدراپاک کرد اللہ نیک

طہرا بیتی بیان پا کیست

گنج نور دست ازطلسم کیست

ترجمہ:۔

اورحسد تجھے راہ میں گلے سے پکڑ لے گا اورحسد سے ابلیس گمراہ ہوا۔ کہ وہ نبی آدم کے ساتھ حسد کی وجہ سے دشمنی رکھتا ہے سعادت مندوں کے ساتھ حسد کی وجہ سے جنگ کرتا ہے۔اس سے زیادہ سخت عذاب راہ میں نہیں ہے۔اورخوش وخرم وہ ہے کہ حسد اس کے ہمراہ نہیں ہے ۔اس جسد خانہ میں حسد آجاتا ہے اورلیکن ۔اس جسد کو اللہ تعالیٰ پاک اورنیک بنا

دیتا ہے۔طہرَ اَبیتی (میرے گھر کو پاک کردو) میں پانی کا بیان ہے۔اس طلسم خاکی سے یہ خزانہ نور ہے جو باہر آتا ہے۔

(اپنے غلاموں کو انگریز کی قید سے آزاد کردیا)

۲۰۔ اوراوزاں جملہ یہ کہ ایک روز قوم مروت (پٹھانوں کا ایک قبیلہ) سے متعلق مسمی شاہنواز خان جو کہ جناب ولایت مآب کے مریدوں میں سے ہے نے بیان کیا کہ میں اور تین دوسرے لوگ انگریز کی قید میں گرفتار ہوئے اورایک سخت جیل خانہ میں ڈال دیے گیے۔راتوں میں سے ایک رات جناب ولایت مآب سے مدد کی درخواست کی۔اس رات جناب والا میرے خواب میں آئے اورفرمایا۔

اُٹھ اور چل جا۔تمہیں کسی نے بھی گرفتار نہیں کیا۔جب خواب سے بیدار ہواتو اس خواب کو اپنے ساتھیوں سے بیان کیا۔اورانہیں تسلہ وتشفی دی کہ غم نہ کھاؤ میں نے جناب ولایت مآب سے مدد کی درخواست کی ہے۔اورانکی مدد ہمیں پہنچ جائے گی۔امید ہے کہ ہم قید سے رہا ہوجائیں گے۔دوسرے روز انگریز نے ہمیں طلب کیا اورحکم دیا کہ چہار لوگ بے گناہ گرفتار ہوئے ہیں۔فوراًزنجیر ہمارے ہاتھوں سے کھول دیئے گئے۔اورہم خوش خوش اپنے گھروں واپس آگئے۔

(آپ کا عجز و انکسار)

۲۱۔ اورازان جملہ کہ ایک روز اس بندہ (خواجہ محمد زعفران) نے عرض کی غریب نواز وقت جان کنی کا بڑا دشوار ہے۔اس وقت میں اس بندہ پر نظر کرم فرمائیں کہ اللہ جل شانہ بندہ کا خاتمہ بخیر فرمائے۔ارشاد کیا قسم ذوالجلال کی اُس وقت سے کہ میں نے ہاتھ مبارک اپنے مرشد کا پکڑا ہے اور جتنے وظائف اور مراقبے اس حالت جان کنی کی خیریت کے لیے کئے ہیں۔مگر خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ میرا انجام اس وقت کیا ہوگا۔اور مجھے اپنی عبادت وریاضت پر کوئی تکیہ نہیں۔ہاں مگر خداوند پاک کے فضل وکرم کو امیدوار ہوں۔تو بھی اس غفورالرحیم کی امید رکھ۔حدیث قدسی شریف میں اللہ تعالیٰ کا قول مبارک ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلیٰ غَضَبِی۔یعنی میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

پس کہتا ہے یہ بندہ گنہگار کہ جناب ولایت مآب کا یہ کہنا کسر نفس کی وجہ سے تھا۔چنانچہ عابدیں حضرات ازراہ عجز معترف ہیں کہ مَا عَبَدْ نَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا جَھَدْنَاکَ حَقَّ جُھْدِکَ وَمَا شَکَرْنَاکَ حَقَّ شُکْرِکَ۔یعنی ہم نے تیری عبادت نہیں کی تیری حق عبادت۔اور ہم نے نہیں پہچانا تیری حق کے ساتھ اور ہم نے تیری راہ میں

جہاد نہیں کیا حق جہاد کے ساتھ اور ہم نے شکر ادانہیں کیا حق شکر کے ساتھ۔ پس رحمت حق سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

مثنوی

انبیاء گفتند نومیدی بد ست
فضل ورحمت ہای یارب بی حدست
از چنین محسن نا امید
دست درفتراک این رحمت زنید
بعد نومیدے بسے امید ہا ست
از پئے ظلمت بسے خورشید ہاست
ہین چرا خشکی کہ این جا چشم ہاست
ہیں چرادردی کہ اینجا صد دوا است
یا نمیدانی کر مہای خدا
کہ ترامی خواند آن سوگہ بیا
گمرہی ارا منع ایمان کند
کجر ہی را مقصل احسان کند
تانبا شد ہیچ محسن بی رجا

تا نبا شد ہیچ خائن بی رجا
نسیتم امیدوار از ہیچ سو
دان گرم میگویدم لا تیئَا سو
تو مگو مارا بدین شہ باز نیست
با کریمان کار ہا دشوار نیست
نی مشونومید خود را شاد کن
پیش آن فریاد رس فریاد کن
کوی نومیدی مرو امید ہاست
سوئی تاریکی مرو خورشید ہاست

ترجمہ:۔

انبیاء علیہم اللہ اسلام نے فرما یا ناامید بری ہے۔رب تعالیٰ کا فضل ورحمت بے حدوبے حساب ہے ۔ایسے محسن قدیم سے ناامید ی نہیں چاہیے۔اس کی رحمت کے دامن میں ہاتھ ڈالنا چاہیے ۔ناامیدی کے بعد اسکی رحمت کے دامن میں ہاتھ ڈالنا چاہیے۔تاریکیوں کے پیچھے بہت سے سورج ہیں ۔یہ کیسی خشکی ہے کہ یہاں چشمے ہی چشمے ہیں ۔یہ کیسا درد ہے کہ یہاں سینکڑوں دوائیں موجود ہیں ۔کیا خدا تعالیٰ کی رحمت ورکم کو نحیف جانتا

ہے۔کہ تجھے فرماتا ہے کبھی اس طرف بھی آ کجروکوایمان کا منع بنا دیتا ہے کجروکواحسانات سے صیقل کردیتا ہے۔تا کہ کوئی احسان کرنے والا نا امید نہ ہو۔تا کہ کوئی خائن نا امید نہ ہو۔کسی طرف سے بھی امید نہیں رکھتا۔ہاں مگر کہتا ہوں لا تیئَاسُوْ ۔یعنی میری رحمت سے نا امید نہ ہو۔توہمیں یہ نہ کہہ کہ یہاں شہباز نہیں ہے۔کرم والوں کے لیے کوئی کام دشوار نہیں ہے۔نا امید نہ ہونا۔اور خود کوخوش رکھ۔اس فریادرس کے حضور میں فریاد کر۔نا امیدی کی طرف نہ چل اس کی ذات سے امید رکھ۔تاریکی وظلمت کو نہ دیکھ سورج بھی بہت ہیں۔

۲۳۔(شیطان کے سر پرڈنڈا مارا، اور اپنے مرید کا ایمان بچالیا)

اوراز اں جملہ یہ کہ ایک بار پھر میں نے عرض کی کہ غریب نواز بوقت مرگ اس بندہ پر نظرِ رحمت فرمائیں۔ارشاد کیا کہ زمانہ ماضی میں میرے دوستوں میں سے ایک انگریز کا نوکر تھا۔اس کو ایک سخت بیماری پہنچی یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچا۔شیطان لعین کے دل پر یہ بات گزری کہ اس پر حالت نزع طاری ہے۔میں اس کے سر پر پہنچ جاؤں ۔اس لعین کے پہنچتے ہی میں بھی پہنچا۔ایک ڈنڈا جو میرے ہاتھ میں تھا شیطان کے سر پر ایسا مارا کہ وہ دونیم ہوااور بھاگ گیا بعد اس کے اس بیمار کو

اللہ جل شانہ نے شفاء نصیب فرمائی ۔اورانگریز کی نوکری سے توبہ کرلی۔رات دن معبود کی عبادت کے ساتھ مشغول رہا۔پس کہتا ہے بندہ کہ یہ راز کی بات جو جناب نے بتائی ۔درحقیقت یہ ان پر وقت حال تھا۔ورنہ کسی وقت بھی ایسی راز کی بات کسی سے نہیں کہی۔بلکہ حال یہ تھا۔کہ آپ جناب شب وروز مکاشفہ اورمشاہدہ میں مستغرق رہا کرتے تھے۔چنانچہ مولانا روم نے فرمایا۔

چرخ را در زیر پا آرای شجاع
بشنو از سطح فلک بانگ سماع
پنبۂ وسواس بیرون کن زگوش
تا بگوشت آید ازگردون فروش
پاک کن در چشم را ازموی عیب
تا بہ بینی باغ وسر دستانِ غیب
چشم را در روشنائی خوی کن
گرنہ خفاشی نظر آن سوی کن
دیرہ بینا از لقائی حق شود
حق کجاہمراہ ہر احمق شود

ترجمہ:۔

میرے بہادرآسمان کو اپنے زیر پاکر۔آسمان کے اُوپر سے

آواز سماع سن لے۔وہم وتفکر کا پنبہ کانوں سے باہر نکال۔تاکہ تیرے کان میں کائنات کا خروش آئے۔دوآ کھیوں کو بالوں کے عیب سے پاک کر۔تاکہ تو باغِ جنت اور دست غیب کو دیکھے۔آنکھ کو انوار کا خوگر بنا۔اگرتو چمگادڑ نہیں تو اس طرف بھی دیکھ۔لقائے حق سے دیدہ بینا ہوجاتا ہے۔حق کہاں بے وقوف کا ساتھ دیتا ہے۔

۲۴۔(کُل چارسر آٹااورتیس بھوکے نفر)

اورازاں جملہ یہ کہ ایک بار جناب ولایت مآب نے بیس لوگوں کے ساتھ رات میں شہر پٹیالہ سے کوچ فرمایا اور یہ بندہ (خواجہ محمد زعفران) بھی خدمت میں حاضر تھے۔وقت چاشت میں وانڈہ قوم عبدالخیل میں نزول فرمایا۔بعد اس کے ایک بکرا خرید ا اور ارشاد کیا کہ اس کو ذبح کردو۔اورایک دیگ میں ڈال کر پکا دواور بقدر چارسیر آٹا لانگری کے حوالے کیا۔اوراسے فرمایا کہ جلد جلد اس سے روٹیاں بنالے۔کہ ہم کھالیں اوردو پہر کا قیلولہ بھی اس جگہ کرلیں اور قیلولہ کی نیند کے بعد یہاں سے کوچ کریں۔ہم سب لوگ حیران ہوئے اورایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بیس نفر ہیں اور یہ آٹا جو آٹا جناب ولایت مآب نے لانگری کودیا ہے زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ بھوکوں کو کفایت کریگا۔اورہم سب بہت بھوکے ہیں

۔الغرض ہاتھ مبارک اس روٹی اور گوشت پر رکھا اور فرمایا کہ پانچ پانچ کے مرد ایک ایک جگہ بیٹھیں اور روٹی کھالیں۔ہم جناب والا کے حکم کے مطابق اس طرح بیٹھے۔بعد اس کے ہر طائفہ کے آگے روٹی اور گوشت رکھ دیا گیا۔ہم نے کھانا شروع کیا اور سب خوب سیر ہو گئے۔بلکہ کسی کو بھی مزید ایک نوالہ کھانے کا اشتہار نہ رہا۔روٹی اور گوشت اتنا زیادہ ہوا کہ نو دس دوسرے مساکین آئے انہیں بھی کھانا دیا اور ہم سب سیر ہو گئے۔

(خربوزوں کے باغ کو دیکھتے ہی فرمایا اس میں اتنے عدد خربوزے ہیں)

اور از اں جملہ یہ کہ ایک روز ایک پیر بھائی نے اس بندہ سے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں جناب ولایت مآب کے ساتھ گیا۔ناگاہ ایک باغ میں پہنچے فرمایا! اے درویشو کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس باغ میں کتنے عدد چھوٹے بڑے خربوزے ہیں۔ہم نے عرض کی غریب نواز ہمیں تو اس کا علم نہیں۔ارشاد فرمایا باغبان کو بلاؤ ہم گئے اور باغبان کو آپ کے پاس حاضر کیا۔فرمایا! اے باغبان تیرے باغ کی کتنی قیمت ہے؟ باغبان نے باغ کی قیمت بتادی۔جناب ولایت مآب نے باغبان کی قیمت ادا کی۔فرمایا کہ اس باغ میں اتنے عدد خربوزے ہیں۔اگر تمہیں یقین نہیں اس باغ کے تمام چھوٹے بڑے اور شاخوں سے کاٹے ہوئے تمام

خربوزے ایک جگہ جمع کرلو اور شمار کولو یعنی گن لو۔ دیکھا جائے گا کہ میں سچ کہتا ہوں یا غلط۔

بعد اس کے ہم سب درویش باغ میں داخل ہوئے اور اس باغ کے تمام چھوٹے بڑے خربوزوں کو توڑ دیا اور ایک جگہ ڈھیر لگا دیا۔ اور پھر سارے خربوزے گن لیے۔ وہ عدد جو جناب ولایت مآب نے مقرر فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔ جناب ولایت کی مقرر حد سے نہ ایک خربوزہ کم نہ زیادہ۔ پس کہتا ہے یہ بندہ گنہگار کہ خرق عادت جو جناب ولایت سے ظاہر ہوئی یہ اوائل عمر ظاہر ہوئی ہوگی۔ وگرنہ جناب ولایت مآب کی ہرگز ایسی عادت شریف نہیں تھی۔ بلکہ خود کو ہر کسی سے کمتر ہی جانتے تھے۔ اور ہمیشہ گرداب فنا میں پڑے ہوتے تھے۔ مولانا روم نے فرمایا ہے۔

مثنوی

ہر کہ قصہ خویش را دید و شناخت

اندر استکمال خود دو اسپ تاخت

ہر کہ اُو از ہستی خود دور شد

منتہاے کار اُو مسرور شد

علتے بد ترز پندارِ کمال

نیست اندر جانت ای مغرور حال

ذان نمی پرد بسوی ذوالجلال

کہ کمان می بردخود راکمال

از دل واز دیدہ ات بس خودرود

تازتو ایں معجمی پرون رود

ترجمہ:۔ جس نے اپنا نقص خود دیکھا اور پہچان لیا۔ اپنے کو کمال تک پہنچانے کے لیے دوگھوڑے دوڑ الئے۔ جو کوئی کہ اپنی ہستی سے دور ہوا۔ آخر کار وہ مسرور وشاداں ہوا۔ اپنے کو باکمال سمجھنے سے بری علت۔ اور کوئی نہیں تیری جان میں اے غرور والے۔ غرور کی وجہ سے ذوالجلال کی طرف نہیں اڑسکتا۔ کیوں کہ کمان توخود ہی کمال کی طرف اڑتا ہے۔ تیرے دل اور آنکھوں سے بس خون ہی نکلتا ہے۔ جب تک تجھ سے یہ غرور باہر آتا ہے۔

(ایک عورت کا سوال کہ میری بھینسوں میں دودھ زیادہ ہو)

۲۶۔ اور ازاں جملہ یہ کہ ایک روز ملک روز ملک گوہر خان بنوچی نے اس بندہ کے سامنے بیان کیا۔ کہ ایک بار مجھے جناب ولایت مآب کی زیارت کا شوق زیادہ ہوا۔ جب میں گھر سے روانہ ہوا میری بیوی نے

کہا۔ جناب ولایت مآب کی قدم بوسی سے مشرف ہوجاؤ اوراپنی عرض معروض سے فارغ ہوجاؤ۔ اس کے بعدمیری عرض بھی جناب والا سے عرض کرو۔ میں نے کہا اے بیوی تیری عرض کیا ہے؟ کہا میری عرض یہ ہے کہ جناب دعا فرمائیں کہ میری بھینسوں کے تھنوں میں دودھ زیادہ ہوجائے ۔کیونکہ دودھ کم ہے۔ میں نے کہا اے بیوی یہ کیا نالائق سوال ہے۔الغرض میں روانہ ہوا۔ چند روز بعد جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوا ۔اورآپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔میرے بیٹھتے ہی ارشاد کیا ! اے گوہر خان عورتوں کو دودھ اور گھی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔تو نے اپنی بیوی کوسوال سے کیوں منع کردیا۔تم پر لازم ہے کہ میری طرف سے اپنی بیوی کوسلام پہنچا دے اور اسے تسلا دے میں ہمیشہ اس کے حق میں دعا گوہوں۔تا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کے دودھ زیادہ کرے ۔سبحان اللہ وبحمدہ جناب ولایت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسی دیکھنے والی آنکھ عطافرمائی تھی کہ میری بیوی کے سوال کرنے اور میرے جواب دینے سے اطلاع رکھتے تھے۔

(سکھ راجہ کے سپاہیوں کی قید سے ان کے سامنے ہی نکل کر چلی دیئے اور سپاہیوں کوخبر تک نہ ہوئی)

۲۷۔اور ازاں جملہ واقعات سے یہ بھی ہے کہ ایک روز نور محمد رضی اللہ عنہ جو کہ جناب ولایت مآب کے خلفاء میں سے ایک ہیں۔ نے اس بندہ (خواجہ محمد زعفران) کے سامنے بیان کیا کہ میں جناب ولایت مآب کے ہمراہ ملک کشمیر گیا ہوا تھا۔ جب خاص کشمیر میں داخل ہوئے کسی منافق نے راجہ کو خبر دی کہ یہ فقیر راجہ شیر احمد کا استاد ہے۔ اور موجودہ راجہ سکھ تھا۔ حکم کیا کہ اس فقیر کو میرے پاس لے آؤ۔ ناگاہ سپاہی ہمارے سر پر کھڑے ہوئے اور ہمیں اپنے ساتھ روانہ کیا۔ جب راجہ کی کچہری میں ہمیں حاضر کیا۔ تو حکم کیا اے فقیر میرے نزدیک میرے سامنے بیٹھ ۔الغرض جناب والا راجہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ راجہ نے کہا اے فقیر اس ملک میں تیرا کیا کاروبار ہے؟ فرمایا کہ میں فلاں بزرگ کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ راجہ بولا چلو زیارت حاصل کر لے۔ بعد اس کے تجھے اور تیرے ہمراہیوں کو قید کروں گا۔

الغرض ہم اٹھے اور ان بزرگوں کی زیارت کے مقام پر چلے گئے۔اور ہمارے آگے پیچھے سپاہی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ہم چند دن وہاں رہے۔ایک روز جناب ولایت مآب نے فرمایا! اے نور محمد اس رات رات کا کھانا اور کل دن کا کھانا اکھٹا پکا لے۔عرض کی غریب نو

از ایسا کیوں ۔فرمایا کہ نصف شب کو یہاں سے کوچ کروں گا۔ میں نے
پھرعرض کی سپاہیوں کا پہرہ ہمارے اردگرد ہے۔ہم کس طرح جا
ین گے ۔الغرض میں نے دو وقت کا کھانا پکالیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو
جناب ولایت مآب نے ارشادفرمایا! اے نور محمد اٹھ اوراپنے ساتھیوں کو
بیدار کر۔ میں اٹھا اور ساتھیوں کو آہستہ آہستہ نیند سے بیدار کیا اور وہاں
سے روانہ ہوئے ۔ اور سپاہی پہرے والے اسی طرح کھڑے رہے
انہیں ہمارے چلے جانے کی خبر نہ ہوئی۔

نوٹ :۔ (میں مرید احمد گنہگار نے اس نافع الراسخین کا ترجمہ
خاص توشۂ آخرت سمجھ کرکیا ہے۔آپ سے عاجزانہ دردمندانہ درخو
است ہے کہ بندہ گنہگار کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔بالخصوص
یہ دعاء کہ حالت نزع کی سختی اورعذاب قبر سے اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائے
۔آمین نجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(عورت نے خودآپ سے اپنے مال مویشیوں کے مرجانے کی بددعا
کرنے کی درخواست کی اوراس کے تمام مویشی مرگئے)

۲۸۔اور ازاں جملہ یہ کہ خلیفہ نور محمدؒ نے اس بندہ کے سامنے

بیان کیا۔ کہ میں جناب ولایت مآب کے ساتھ ایک سفر پر گیا۔ ناگاہ
چاشت کے وقت ہم ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت بیٹھی تھی۔ جنا
ب نے ارشاد کیا! اے نور محمد خان اس آٹے سے جو تیرے پاس ہے اس
بستی میں روٹیاں پکوا لے۔ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق اس عور
ت سے کہا کہ برائے کرم میرے لیے روٹیاں پکا لے۔ اس عورت نے جو
اب دیا کہ ہر کوئی خود کو فقیر کہتا ہے۔ بعد جناب والا کی طرف زبان دراز
کی اور کہا! اے مرد اگر تو فقیر ہے ایسی بد دعا کر لے کہ میری بھینسیں مر جا
ئیں۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا! اے عورت فقیروں سے بددعا کی
درخواست نہ کر۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ اس وقت میں فقیر کی دعا اور بددعا
رد نہیں کی جاتی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول پڑتی ہے۔ اگر میں بددعا
کروں مبادا تیرے مویشی ہلاک ہو جائیں پھر پشیمانی ہو گی۔ عورت نے
کہا! اے فقیر پشیمان نہیں ہوں گی۔ اس طرح گفتگو جناب والا اور اس
عورت کے مابین ہوئی۔ بعد اس کے ہم روانہ ہو۔ تقدیر حق تعالیٰ تھی کی
اسی روز اس عورت کے تمام مویشی ایک درخت کے نیچے جمع تھے۔ بامر
اللہ تعالیٰ کہ ایک تیز و تند ہوا نے اس درخت کو گھیرے میں لیا۔ اور اس در
خت کو بیخ و بن سے اکھاڑ لیا اور درخت اس عورت کے مال مویشیوں پر

گر پڑا۔ تمام کے تمام مویشی درخت کے نیچے مر گئے۔ مگر ایک بچہ بھینس کا زندہ باقی بچا۔

جب عورت کے شوہر کو اس حال کی خبر ہوئی کہ میری عورت نے جناب ولایت مآب سے مال مویشیوں کے لیے خود بد دعا کی درخو است کی تھی تو فریادیں کرتا ہوا جناب والا کے قدموں میں گر پڑا۔ اور زاری و عاجزی سے عرض کی کہ غریب نواز میری بیوی بے عقل ہے کہ ایسے بزرگوں سے اپنے مال مویشوں کے لیے خود بد دعا کی درخواست کی۔ اب حال ایسا ہوا کہ میرے مال مویشی تمام کے تمام ایک درخت کے نیچے مر گئے سوائے ایک بچے کے وہ زندہ بچ رہا۔ جناب والا نے ارشاد کیا! میں نے کوئی بد دعا نہیں کی ہے۔ مگر حق تعالیٰ نے اپنی مرضی سے تیرے مال مویشیوں پر بلا نازل کی ہے۔ مگر اب میں حق تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بھینس کے بچے سے تیرے مال مویشی زیادہ ہو جائیں۔ الغرض دیکھا گیا کہ چند سال بعد اس ایک بھینس کے بچہ سے اس مرد کے مال مویشی بہت بڑھ گئے۔ اور جناب ولایت مآب ہر سال اس آدمی کے گھر میں تشریف لانے لگے۔ اور وہ آدمی اور عورت اور چھو ٹے بڑے بلکہ تمام اہل خانہ جناب ولایت مآب کے مرید ہوئے۔

اور آج تک مسافروں کی خدمت کرتے ہیں۔ پس کہتا ہے بندہ گنہگار کہ ان جیسے بزرگان دین کی دل آزاری سے ہر کسی کو بچنا چاہیے۔ کیونکہ اگر خدا کے دوست کا دل آزار کیا پس وہ جو بھی کہے قبول ہوتا ہے۔ بقول بابا عبدالرحمن :۔

چہ پہ چائے وغضب لندہ کڑہ خکتہ

ما لید لیدہ گزار دِ درویشانو

ترجمہ :۔

یعنی جس کی طرح غضب کی کمان تان لے

سو میں نے درویشوں کی نشانہ بازی دیکھی ہے

(اپنے مرید کو سکھوں کے ہاتھ قتل ہونے سے بچالیا)

۲۹۔ اور نیز خلیفہ صاحب نور محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار پھر جناب ولایت مآب کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ میں بھی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک روز مجھے فرمایا! اے نور محمد شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ملک مظفر خان بہت سختی میں پڑا ہوا ہے۔ اور دریا اسے بہا کر لے جارہا ہے۔ مگر میں نے ہاتھ دیا اور اسے باہر کیا۔ تو جلد تیار ہو کر راجہ صاحب شیر احمد کے پاس چلا جا اور اسے میرا اسلام پہنچا دے۔ بعد سلام یہ کہ تمام

علماء کو تیرے ساتھ روانہ کرے کہ وہ یہاں آئیں اور ختم درود پاک کریں ۔کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ درود شریف کی حرمت سے ملک مظفر خان کو آفات سماوی سے حفاظت میں رکھے۔

میں جناب والا کے حکم پر روانہ ہوا۔ اور جو کچھ فرمان تھا راجہ شیر احمد صاحب کو بیان کیا۔ راجہ صاحب نے بلا توقف علماء کو جمع کیا اور میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور جناب والا کی خدمت میں حاضر کیا۔ جب علماء جناب والا کی قدم بوسی سے فارغ ہوئے۔ جناب والا نے ارشاد فرما یا! اے علماء کرام آپ حضرات آٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ جب علماء درود شریف پڑھنے سے فارغ ہوئے جناب والا نے تمام علماء کو خلعت دے کر فارغ کیا اور رخصت کر دیا۔ بعد اس کے ہم بھی وہا ں سے روانہ ہوئے۔ جب کالا باغ کے نزدیک پہنچے تو ملک مظفر خان استقبال کو آیا اور جناب والا کی قدم بوسی نصیب کر لی۔ پھر عرض کی غریب نو از میں اور فتح محمد تیوانڑا (ٹوانہ) دونوں سکھوں کے بندی خانہ میں گرفتار ہوئے۔ ایک رات سکھوں نے مشورہ کیا کہ کل دونوں کو قتل کریں گے۔ میں نے اسی رات خواب دیکھا کہ میرے سر پر دریا کی موج آتی ہے اور مجھے بہا کر لے جاتی ہے۔ میں جس طرف ہاتھ ڈالتا ہوں کوئی

چیز میرے ہاتھ نہیں آتی کہ پکڑلوں اور نجات پالوں۔ میں لاچار ہوا اور دل کو ہلاکت پر آمادہ کیا ناگاہ آپ کا دست مبارک میرے ہاتھ میں آیا اور اسے مظبوط پکڑ کر دریا سے باہر آیا۔ میں نے خواب دیکھا اور بیدار ہوا۔

دوسرے روز سکھ ہمارے قتل کرنے پر تیار ہوئے تو فتح خان کو شہید کر دیا۔ جب نوبت مجھ تک پہنچی تو ایک سکھ نے تلوار نیام سے کھینچ لیا اور میرے نزدیک کھڑا ہوگیا۔ اور سکھوں سے کہنے لگا میں تمہیں اس شخص کو قتل نہیں کرنے دوں گا۔ دوسرے سکھوں نے مجھے قتل کرنے کی جتنی سختی کی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر لاچار ہوئے اور ہاتھ میرے قتل سے روک لیے اور مجھے رہا کر دیا۔ اگرچہ ظاہری سبب میری رہائی کا وہی سکھ ہوا مگر در حقیقت میری رہائی کا اصل سبب آپ کا وہ ہاتھ مبارک تھا آپ کا ہاتھ خواب میں مجھے دریا سے باہر لایا۔

پس کہتا ہے بندہ گنہگار (خواجہ محمد زعفرانؒ) چاہئے مرید کو کہ وقت مشکل جب پیش آئے اپنے مرشد سے امداد طلب کرے۔ امید محکم ہے کہ مرشد کی مدد مخلص اور پکے سچے مرید کو پہنچتی ہے۔

(ایک شہر بے مروّت کے لئے بد دعا کی اور پورے شہر میں آگ بھڑک اٹھی)

۳۰۔اور نیز خلیفہ نور محمد نے بیان کیا کہ بار دیگر جناب ولایت مآب کشمیر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس سفر میں میں خدمت میں حاضر تھا ہم بوقت ضحا ایک شہر میں پہنچے۔ ارشاد کیا! اے نور محمد اس شہر میں روٹی پکوالو۔ جب شہر کے اندر گیا۔ جس کسی سے کہا کہ اس آٹے سے ہم مسافروں کے لیے روٹی پکا ئیں۔ وہ صاف جواب دے دیتا تھا یعنی انکار کر لیتا تھا۔ بہت پھر اگر کسی نے نہ کہا کہ پکا دیتا ہوں میں واپس جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوا اور شہر کا حال عرض کیا۔ اس حال میں ایک مرد شہر سے باہر آیا اور ہمارے نزدیک ہوا۔ جناب والا نے خود اپنی زبان مبارک سے اسے فرمایا! اے بھائی ہم مسافر ہیں اس آٹے سے روٹی پکا دو۔ اس نے بھی جواب دے دیا۔ جناب والا غصہ میں آئے اور ارشاد کیا! اے نور محمد چند مرچ سیاہ لے آؤ۔ میں سیاہ مرچ لے آیا آپ نے وہ ہاتھ میں لے کر اپنے منہ مبارک میں ڈال دیے۔ مرچ سیاہ منہ میں ڈالتے ہی اس مرد کے گھر میں غائبانہ آگ بھڑک اٹھی اور اس کے گھر سے کالا دھواں آسمان کی طرف اٹھنے لگا۔ اور ہر طرف سے لوگ دوڑتے ہوئے آگ بجھانے آنے لگے۔ جتنی بھی مٹی اور پانی اس پر ڈالتے وہ اور

بھڑکتی اور ساعت بساعت زیادہ ہی ہو رہی تھی ۔ آخر صاحب خانہ جنا

ب والا کی قدم بوسی پر گر پڑے اور

نہایت فریادوزاری شروع کی اور کہا اے فقیر تو نے بددعا کی کہ غائبا

نہ آگ میرے گھر میں لگ گئی ۔ بہر خدا آپ رحم فرمائیں ۔

جناب والا نے فرمایا تھوڑا صبر کرتا کہ ایک ساعت میں تمام شہر کو

جلا ڈالے اس لیے کہ شہر کے سب لوگ منافق ہیں مسافروں کے لیے ان

کے اپنے آٹے سے روٹی پکا کر نہیں دیتے ۔ تمہارے حال کے مناسب

آگ ہی ہے ۔ اب تو شہر کے تمام مرد و عورتیں فریاد کرنے لگے ۔ آخر

جناب ولایت مآب کو ان کے حال پر رحم آیا ۔ آپ جناب کھڑے ہو

گئے اور بلند آواز سے تین بار تکبیر بلند کی اس کلمہ کے ساتھ :۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر بامر اللہ آگ بجھ گئی ۔ بعد اس کے تمام

شہر کے لوگ جناب والا کے مرید ہوئے اور آج تک مسافروں کی خدمت

کرتے ہیں ۔

پس کہتا ہے بندہ گنہگار اس واقعہ میں اگر چہ جناب ولایت مآب

سے غضب واقع ہوا مگر چند منافع خاص و عام کو بھی پہنچے ۔ ایک تو مسافروں

کو راحت پہنچانا دوسرا اس شہر کے مردوں کو ہدایت رہی ۔ کہ ان سب نے

نیک افعال اختیار کیئے۔ تیسرے یہ کہ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اگر چہ غصہ کی بات کرتے ہیں مگر اس سے پھل میٹھا پیدا ہوتا ہے۔

مثنوی

از حدیث اولیاء نرم و درشت
سر مہ پیچان زانکہ دینت راست پشت
گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
ناز گرم سرد بجی از سیر۔۔۔۔
دامن او گیر رو تو بی گماں
تا رہی از دامن آخر زمان
ہین کہ اسرافیل و قتند اولیاء
مردہ را زیشان حیاتست و نما
آنکہ واقف گشت بر اسرار ھو
سر مخلوقات چہ بود پیش او

ترجمہ:۔

اولیاء کی نرم و درشت باتوں سے سر نہ کھینچ
اس لیے کہ تیرا دین سچا اور پشت پناہ ہے
ان کی گرم و سرد باتیں خوشی سے قبول کر لے
تاکہ ان کے گرم و سرد سے تو دوزخ سے بچے
ان کا دامن مضبوط پکڑ اور بے خطر چل
تاکہ تو گناہوں کے دامن سے رہائی پالے

اولیاء اللہ وقت کے اسرافیل ہیں
ان کے مرے ہوؤں کے لیے حیات جاودانی ہے
جو کہ ہو یعنی اللہ کے راز ہائے سربستہ سے واقف ہوا
مخلوقات کے اسرار ان کے سامنے کیوں پوشیدہ ہوں گے

(آزاد خان کے لئے بچے کی پیدائش باعث موت بنی آپ نے پہلے ہی

بار بار اشارہ دے دیا تھا)

۱۳۱۔ اور نیز خلیفہ نور محمدؒ نے بیان کیا کہ شہر رجوعیہ میں جناب ولایت مآب کا ایک مرید تھا۔ آزاد خان نام رکھتا تھا۔ وہ جب بھی جناب والا کی قدم بوسی کے لیے حاظر ہوتا۔ یہی عرض کرتا کہ غریب نواز دعا فرمائیں اللہ جل شانہ مجھے اولاد نصیب فرمائے۔ آپ فرماتے! اے آزاد خان مجھے تیری زندگی چاہیے نہ کہ تیرا بیٹا ہو۔ ہر بار آزاد خان کا یہی سوال ہوتا تھا اور وہی جواب جناب والا سے سنا گیا۔ آخر ایک بار آزاد خان نے یہ سوال کیا تو جناب نے ارشاد فرمایا! اے آزاد خان تیاری کر اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ شاہ سلیمان قدس سرہ کی زیارت کو چلتے ہیں۔ اور وہاں آپ حضور کی خدمت میں تیری اولاد کے لیے عرض کرتا ہوں۔ الغرض روانہ ہوئے۔ میں بھی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ جب حضرت خواجہ خو

اجگان کی زیارت کو پہنچے اور ہم تینوں روضہ مطہرہ کے اندر داخل ہوئے اس حال میں جناب والا نے آزاد خان کی طرف نظر کی اور فرمایا! اے آزاد خان مجھے تیری زندگی درکار ہے ۔مگر آزاد خان نے فریاد کی کہ غریب نواز یہاں جائے فوز (کامیابی کی جگہ) ہے ۔ بعدہ جناب والا نے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور ایک طویل و دراز دعا فرمائی ۔ اور دونوں ہاتھ مرشد پاک کے روضہ پر رکھے ۔ایک ساعت بعد ہم باہر آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا! اے آزاد خان خاطر جمع رہ ۔اور امید محکم ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اولاد صالح نصیب کرے گا ۔اور چند روز بعد اپنے وطن واپس تشریف لائے ۔

تقدیر باری تعالیٰ ایسی ہوئی کہ تھوڑی مدت میں آزاد خان کی بیوی حاملہ ہوئی ۔ الغرض جب اس حمل کی پیدائش میں صرف ایک روز باقی رہا آزاد خان بیمار ہوا اور اسی روز کہ آزاد خان کا بیٹا ابھی والدہ کے شکم سے پورا باہر نہ آیا تھا کہ آزاد خان فوت ہوا ۔اس کا تن بے روح ہوا ۔ جناب والا کی اس کرامت سے تمام تعجب میں پڑ گئے ۔ اور ہم ہر ایک نے یہ بات جان لی کہ اس سبب سے جناب ولایت مآب آزاد خان کو اس کے سوال کرنے کے بعد فرماتے کہ مجھے تیری حیات چاہیے ۔خود جناب ولا

یت مآب کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر مطلع کر دیا تھا۔ نیز خلیفہؒ نے بیان کیا کہ جب آزاد خان کا بیٹا سن بلوغت کو پہنچا تو وہ بھی بیمار رہوا۔ اس کی والدہ روتی ہوئی جناب ولایت مآب کی قدم بوسی کو آئی فریاد بلند کی کہ غریب نواز آزاد خان نے تو دنیا سے نقل کیا اب اس کا بیٹا بھی حالت نزع کو پہنچا ہوا ہے۔ بہر خدا آپ غور فرمائیں اگر یہ بھی مر گیا تو جہان دنیا مجھ پر تنگ ہو جائے گا

جناب والا جائے غور و فکر ہے۔ ارشاد فرمایا! اے نور محمد آجاؤ۔ الغرض ہم روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے میں نے دیکھا کہ بچہ حال نزع کو پہنچا ہوا ہے۔ اور سانپ کی طرح پہلو بہ پہلو کروٹیں بدل رہا تھا۔ جناب والا خود تنہا بیمار کے نزدیک بیٹھ گئے پھر فرمایا دروازہ بند کر لو ہم نے اسی طرح کیا ۔ جب دن کا ایک پہر گزرا آواز دی کہ دروازہ کھول دو ہم نے دروازہ کھول دیا۔ جناب ولایت مآب باہر آئے میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک زرد اور دہشت زدہ لگ رہا تھا۔ بیمار لڑکے کی والدہ سے فرمایا ایک سانڈ یعنی بھنسیے کو ذبح کر دو کہ تیرے بیٹے کے سر پر اپنے مرشد پاک کی نذر لازم کی ہوئی ہے۔ ہم جب بیمار کے پاس آئے میں نے دیکھا کہ بچہ صحت کامل کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور لڑکا آج تک زندہ ہے اور صحت یا

ب ہے۔

پس کہتا ہے بندہ گنہگار کہ بے شک ولایت مآب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وہ قوت باطنی عطا کی ہوئی تھی کہ اگر مردہ کے حق میں خدا سے درخواست کرتے اگر وہ زندہ ہو جاتا تو تعجب نہ ہوتا۔ اور معلوم ہو کہ اولیاء اللہ کو نیاز پیش کرنا بدرگاہ حق تعالیٰ مقبول ہے۔

بیت:

گفتہ اُو گفتہ اللہ بُود گرچہ از حلقوم عبداللہ بُود

ترجمہ:۔ ان (اولیاء) کا کہنا اللہ کی بات ہوتی ہے
اگرچہ اللہ کے بندے کے حلقوم سے نکلتی ہے

پاسبان آفتاب اند اولیاء

دربشر واقف ز اسرارِ خدا

اولیاء راست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز دارزاہ

آگہ ابرص چہ باشد مردہ نیز

زندہ گردد از فسونِ آن عزیز

لوح محفوظ است اورا پیشوا

از چہ محفوظست محفوظ از خطا

پیرآن شانند کین عالم نبود

جانِ ایشان بوددریای جود

مومن ازینظر بنورالاشدی

ہرچہ فرمابوداعینِ صواب

ترجمہ:۔

اولیاء اللہ آفتاب کے پاسبان ہیں بشریت میں اسرار خدا کے واقف کار ہیں اولیاء اللہ کو اللہ سے ایسی قدرت حاصل ہے کہ کمان سے چھوڑے ہوئے تیر کو بیچ راہ سے واپس موڑ دیتے ہیں برص جیسی لا علاج بیماری کیا وہ تو مردہ کو بھی ان پیاروں کے دم سے زندہ کردیا جاتا ہے لوح محفوظ ان کے آگے اور ان کا پیشوا ہے جو کچھ اس میں محفوظ ہے خطا سے محفوظ ہے پیرہ مرشد وہ چاہیے کہ اگر یہ عالم نہ ہوتو دریائے جو دو سخا میں ان ہی کی جان باقی ہومومن کی نظر اگر اللہ کے نور پر ہے تو وہ خطا وسہو سے ہمیشہ ایمن ومحفوظ رہے گا جو کچھ حق تعالیٰ سے پالیتے ہیں وہ وحی کا جواب ہے وہ جو کچھ فرمالیتے ہیں وہ عین درست ہوتا ہے۔

گستاخ ملا کو آپ کی دلازاری نے جہنم واصل کر دیا۔

۳۲ اور ازان جملہ یہ کہ ایک روز مسکین آخواندزادہ بنگی خیل والا نے جو جناب والایت ماب کے مریدوں میں سے ایک ہے۔اس بندہ گنہگار (خواجہ محمد زعفرانؒ) کے سامنے بیان کیا کہ میں جناب والایت ماب کے ہمراہ کوہستان گیا ہوا تھا۔وہاں ایک عالم ملا میر نام کا تھا۔جناب والا سے سوال کیا کہ اسماء الہیٰ کی کتنی اقسام ہیں۔فرمایا دو قسم ہیں ذاتی اور صفاتی۔اس نے پھر سوال کیا کہ ذاتی کون سے اسماء ہے اور صفاتی کون سے ہیں؟ جناب والہ نے جلد کتاب غلاف سے باہر کی اور اس عالم کو دی اور فرمایا۔کہ اس کتاب میں تفصیل وار لکھا ہے آپ خود مطالعہ فرمائیں۔اس عالم بدبخت نے کتاب جناب والا کے ہاتھ سے لی اور زمین پر پھینک دی اور بہت غصہ ہوا۔جناب والا نے جلد کتاب زمین سے اٹھالی اور بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگالی۔اس مسجد سے باہر نکلے اور ایک جگہ تشریف لے گئے۔اس شب پریشانی اور غم سے کوئی چیز نہیں کھائی اور نہ ہی رات کو سوئے۔

جب دن روشن ہوا اس شہر سے ایک شخص جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ نیم شب کو ملا میر کے دل میں شدید درد اُٹھا اور

بعد صبح صادق مر گیا (جہنم وصال ہوا) اور درد عظیم کی وجہ کے سبب سے اس کا گوشت پوست ہڈیوں سے جدا جدا زرہ زرہ ہوکر گر پڑا۔ بلکہ محض اس کی ہڈیوں کو ہی لوگوں نے دفن کر دیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ جناب ولایت مآب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسا مرتبہ صبر دیا ہوا تھا۔ کہ اگر کوئی اس ذات شریف کے ساتھ ظلم اور تعدی کرتا۔ جناب والا صبر میں غوطہ لگا لیتے۔ اور اس صبر سے آپ کے لیے میٹھا پھل پیدا ہوجاتا۔

پس کہتا ہے یہ گنہگار اور سوال کرتا ہے بدرگاہ حق جل علیٰ کہ اللہ تعالیٰ امان دے مسلمان بھائیوں کو منافقوں کے شر سے۔ چنانچہ مُلا میر کو ہستانی تھا۔ جناب والایت مآب نے اگرچہ کتاب اپنے ہاتھ سے دی تھی۔ مگر اس منافق نے کتاب زمین پر پھینک دی۔

مثنوی

آن منافق باموافق درنماز
ازپی استیزہ آمد فی نماز
درنماز روزہ و حج و زکواۃ
بامنافق در بردو مات
مومنانرا برد باشد عاقبت

ہر منافق مات اندر آخرت

گر بصورت آدمی انسان بدی احمد و بوجہل پس یکسان بدی

بت پرستے چوں بمانی در صور صورتش بگزار دُر معنی نگیر

این نہ مرد انند اینہا صورتند مردنان اند گشتہ شہوتنو

زین قدحیائی صورکم باش مست انگردی بت تراش و بت پرست

ترجمہ:-

وہ منافق موافق (مومن مخلص) کے ساتھا استہزا کے لیے آیا نہ نماز کے لیے نماز روزہ حج و زکوٰۃ میں نافق پر مومن غالب ہے اور وہ مغلوب مومن کے لیے غلبہ ہے آخر کار پر منافق مغلوب ہے آخرت میں اگر صورتا ہر آدمی انسان ہوتا اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل یکساں ہوتے تو بت پرست ہے صورتوں میں کیوں گرفتار ہوا ہے صورت کو چھوڑ اور معنی کے موتی دیکھو یہ مرد نہیں یہ تو صورتوں کے تن ہیں روٹیوں پر مرے ہوئے ہیں شہوت کے مجسم کھانوں کے ان قدموں سے صورت کم رہ اور مست رہ تا کہ تو بت تراش اور بت تراش نہ بنے۔

(طالبعلم کو دیکھتے ہی اس کی پوٹلی کے اندر اپنی چھپی ہوئی کتاب دیکھ لی)

۱۳۳ اور ازاں جملہ یہ کہ نیز خلیفہ نور محمدؒ بیان فرماتے ہیں کہ

جناب والا یت مآب نے تفسیر حسینی کتاب ایک عالم کو عاریتاً دی ہوئی تھی ۔اور چند مدت بعد جب اس عالم سے کتاب طلب فرمائی۔اس عالم نے جواب میں کہا کہ وہ کتاب کسی چور نے چوری کر لی۔جناب خاموش ہوئے اور کچھ نہ فرمایا۔تقدیر باری تعالیٰ کی ایسی ہوئی کہ ایک روز جناب والا اندرون مسجد بیٹھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔نا گاہ ایک طالب علم مسافر اس مسجد کے اندر آیا۔طالب علم کے اندر آتے ہی جناب والایت مآب مسجد سے باہر آئے اور ارشاد فرمایا اے نور محمد وہ تفسیر حسینی اس طالب علم کے پاس ہے۔اس سے کتاب لے لے اور روٹی بھی دے دو۔اور کچھ نہ کہو تا کہ دوسری کوئی آزار اسے نہ پہنچے۔میں جناب والا کے فرمودہ کے مطابق اس طالب کے پیچھے مسجد میں داخل ہوا اور اس کے اسباب کو کھول دیا۔

جناب والا کی کتاب تفسیر حسینی اس اسباب میں موجود ملی۔میں نے کتاب لے لی اور جناب والا کی خدمت میں لے آیا۔ارشاد فرمایا میں نے اپنی کتاب پالی ۔اور اسے کچھ نہ کہنا۔طالب علم ہے اسے چلا جانے دو ۔سبحان اللہ وبحمدہ جناب والا کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسا کشف دیا ہوا تھا ۔کہ آپ کی نظر مبارک سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں تھی ۔ملکہ پوشیدہ اشیاء کو

دیکھ لیا کرتے تھے اور خبر رکھتے تھے چنانچہ مولانائے روم نے فرمایا۔

مثنوی معنوی

گر بہ بینی یکنفس حسن و دود
اندر آتش افگنی جان و وجود
آنکہ کف رادید سر کو بان شود
وآنکہ دریا دیداو حیران شود
ہر ولی کو در تحیر با خداست
کی شود پوشیدہ بروی چپ وراست
آنکہ کفہا دید باشددر شمار
وآنکہ دریا دید شدبے اختیار
ہر کہ اوکف ویددر گروش شود
وآں دریا دید اوبی غش شود
دیدا کو نبود زو صلش در قرہ
آں چناں دیدہ سفیدو کور بہ
اندر ان دستی کہ نبود آں نقاب
آ شکستہ بہ بسا طور قصاب

ترجمہ:-

اگر تو دیکھے ایک نفس محبت والے حسن کو

جان وروح آگ میں ڈال دے گا

جس نے اپنے کف کو دیکھا اس کا سر نیچا ہوا

اور جس نے دریا کو دیکھا حیران وسرگرداں ہوا

ہر ولی کہ جسے خدا تعالیٰ کے ساتھ تحیر ہے

اس پر دائیں بائیں اطراف کیسے پوشیدہ ہو سکتے ہیں

جس نے کف کو دیکھا محدود ہوا

اور وہ جس نے دریا دیکھا با اختیار ہوا

جس نے کف کو دیکھا گروش میں ہوا

اور جس نے دریا کو دیکھا پاک وصاف ہوا

جس کی پتلی میں اس کے وصال سے آنکھ منور نہ ہو

ایسی آنکھ سفید و کور ہی بہتر ہے

نوٹ (جملہ اشعار میں کف سے مراد مظہرات ظاہری ہیں اور دریا سے مراد ذات حقیقی ہے)

(غیب سے ایک بچے کو بھیج کر اپنے خلیفہ کی رہنمائی فرمائی)

۴۳ اور ازان جملہ یہ کہ ایک روز خواجہ احمد میرویؒ وہ بھی خواجہ خواجگان چشتیان حضور خواجہ محمد فاصل شاہ قدس سرہ کے خلفاء میں سے ایک ہیں۔نے بیان فرمایا کہ میں ایک بار جناب والایت مآب کی قدم بوسی کیلئے مقام میراہ سے روانہ ہوا۔دوسرے دن وقت نماز عصر اُس شہر میں پہنچا جس میں جناب والا تھے۔ایک شخص سے پوچھا کہ جناب والا کون سے محلہ میں اور کونسی مسجد میں اقامت پزیر ہیں۔کہا کہ آج فلانے شہر تشریف لے گئے۔میں اسی وقت وہاں سے روانہ ہوا۔نماز مغرب راہ میں پڑھ لی اور پھر روانہ ہوا۔مگر راستہ گم ہوا جتنا کہ راستے کی تلاش کی نہ ملا۔لاچار ایک جگہ بیٹھ گیا۔ناگاہ ایک بچہ غیب سے آیا اور مجھ سے پوچھا اے فقیر کہاں جا رہا ہے۔میں نے کہا کہ جناب والا کی زیارت کو جارہا ہوں مگر راستہ گم کردیا۔کہا اُٹھو میں تمہیں پہنچادوں۔الغرض ہم روانہ ہوگئے وقت عشاء اس شہر کے کنارے آئے۔ اس نے کہا اے فقیر چلو جناب والا اس مسجد میں ہیں یہ اشارہ کیا اور خود واپس ہوا۔میں اس مسجد میں گیا اور جناب والا کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔

ارشاد کیا اے فقیر احمد شکر خدا کا کہ خیر سے آئے۔بعدہٗ

انتظار میں تھا کہ وہ بچہ اس مسجد میں آجائیگا اور میں اسے پہچان لوں گا۔یہ شب اور کل کا روز گزر گیا بچہ نہیں آیا۔ بعد راہ گم کرنے اور بچے کے ملنے کا قصہ عبدالرحمن خادم جناب والایت مآب سے بیان کیا۔عبدالرحمن نے کہا اے فقیر احمد اس راستے پر میں جناب والا کے ساتھ آرہا تھا۔جب وقت مغرب پہنچا جناب والا بیٹھ گیے اور فرمایا کہ میرے پیچھے ایک فقیر آرہا ہے اس سے راہ گم ہوگئی ہے۔اے عبدالرحمن کچھ دیر بیٹھ کہ وہ یہاں پہنچ جائے اور ہمارے ساتھ شہر چلا جائے۔میں نے عرض کی غریب نواز مہربانی فرمائیں وقت تنگ ہے۔اُٹھیں میں نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور آپ خوش وناخوش روانہ ہوئے۔جب ہم شہر داخل ہوئے اور بیٹھے آپ ساعت بساعت یہ الفاظ فرماتے رہے کہ میرے پیچھے ایک فقیر آرہا ہے لیکن اس سے راہ گم ہوئی ہے۔یہاں تک کہ تو آگیا۔اور تیرے پہنچنے کے بعد کچھ نہ فرمایا بلکہ ان الفاظ سے خاموش ہوئے۔پس میں نے بھی جان لیا اور دل میں کہا کہ وہ جو جناب ساعت بساعت فرماتے تھے وہ فقیر محفوظ ہے۔

(حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان کے خلفاء میں کامل تر کون ہوگا)

۳۵ اور ازاں جملہ یہ کہ نیز خواجہ احمدؒ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے مرشد پاک کی زیارت کے سلسلہ میں تونسہ شریف میں تھا۔ایک

دن یہ خیال میرے دل میں گزرا کہ میرے مرشد کے خلفاء ہر ملک میں موجود ہیں اور ہر ملک ان کے فیوض سے آباد ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ ان میں کون کامل تر ہوگا۔ میں اُٹھا روضہ مظہر کے اندر گیا۔ اور حضور خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ کے حضور میں عرض کی۔ اے مرشد من آپ کی ذات شریف کے خلفاء میں جو کامل تر ہوگا مجھے ان پر مطلع وسرفراز فرمائیں۔ واپس جب روضہ مطہرہ سے باہر نکلا اور اور درون حجرہ داخل ہوا اور سو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ مرشد پاک مزار شریف سے باہر آئے اور ایک تخت زرین پر تشریف رکھی۔ آپ قطب کیطرف تشریف فرما تھے۔ پھر روانہ ہوئے۔ اور مجھے بھی اشارہ فرمایا۔ اشارہ فرمایا اے فقیر احمد آجا۔ میرا وہ خلیفہ جو کامل ترسب سے ہے۔ وہ دائیں طرف ہے۔ میں جلدی جلدی اپنے مرشد پاک کے ساتھ روانہ ہوا بقدر ایک میل گئے ہوئے ہوں گے ناگاہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ حیران بیٹھا اور غور وفکر کیا۔ میں نے سوچا کہ میرے حضرت کے خلفاء بطرف قطب بہت ہیں۔ شاید کہ یہ خلیفہ صاحب مولانا سرفراز صاحب ڈیرہ اسماعیل خان والے ہوں۔ مگر پھر میرے دل کو قرار نہ آیا۔ میں تمام روز اسی اندیشہ و تفکر میں تھا۔ ناگاہ جناب ولایت مآب (حضور اعلیٰ حضرت خواجہ محمد فاصل

شاہ صاحب) تونسہ تشریف لائے۔ جب میں آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھا میرا دل آپ کا شیدائی ہوا۔ اور میں نے یقین کیا کہ وہ جو تمام سے کامل ہیں وہ یہی ہیں کہ میرے مرشد قطب کی طرف تشریف فرماتے تھے اور یہ خلیفہ بھی اس طرف سے تشریف لائے۔

(نماز تہجد کی قضا اور خواب غفلت)

۳۶ اور ازاں جملہ واقعات ایک وہ کہ حضرت خواجہ احمدؒ نے اس بندہ کے سامنے بیان کیا کہ میں اپنے مقام جو میرا ہے جناب والایت مآب کی زیارت کو روانہ ہوا۔ اور جناب والا گڑھی افغان میں سکونت پذیر تھے۔ جب آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا خادم سے فرمایا کہ فقیر احمد کے لئے فلاں محلہ کی فلاں مسجد میں ڈیرہ بنا لو۔ جناب والا کے فرمان کے مطابق خادم میرے ہمراہ ہوا اور وہ خوب دلکش جگہ تھی۔ وقت خواب میرے دل میں تھا کہ نماز تہجد کے لیے اُٹھوں گا۔ اس رات خواب غفلت مجھے ایسا لے گئی کہ نماز تہجد مجھ سے قضا ہوگئی۔ بعد نماز فجر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جناب والا کے روبرو بیٹھا۔ ارشاد فرمایا اے فقیر احمد نیند نہ کر کہ زیادہ نیند سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔ جناب والا کے اس ارشاد سے مجھے بہت شرم آئی اور میں نے سر زانوں پر رکھا۔

سبحان اللہ وبحمدہ دوستان خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ بلکہ ان کی نظر بصیرت کے تحت دورونزدیک یکساں ہے۔

(جس بات پر خواب میں ملامت کیا اس پر بیداری میں بھی متنبہ کیا)

۳۷ اور ازان جملہ واقعات ایک وہ کہ ایک بار جناب والا یت مآب اپنے پرومرشد کی زیارت سے رخصت ہوکر اپنے وطن کی طرف توجہ فرمائی اور روانہ ہوئے۔ بنا بریں کہ وہ شہر جس میں اس بندہ (خواجہ محمد زعفران ؒ) کی سکونت وہاں تھی۔ اس راہ پر جناب والا کی گزر ہوئی تھی۔ تو شب وہاں (اغضر خیل ضلع لکی) اس بندہ کے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ جب شب آخر تک پہنچی خواب غفلت نے بندہ پر غلبہ کیا اور میں نے خواب دیکھا۔ کہ جناب والا نماز با جماعت میں امام ہوئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے اقتدا کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اور بندہ جلد جلد وضو میں مشغول ہوا۔ دیگر اندام کو تو دھولیا مگر دونوں پاؤں ابھی باقی تھے کہ جناب والا نماز سے فارغ ہوئے اور بندہ کی جانب نگاہ فرمائی اور فرمایا اے فقیر تو نماز میں سست ہے۔ یہاں تک تو بندہ کی خواب تھی بعد اس کے بندہ بیدار ہوا۔ اس طرح ہوا۔ کہ جناب والا نماز میں امام ہوئے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء کی ہوئی تھی۔ یہ بندہ جلد جلد وضو میں مشغول ہوا۔ جب

دوسرے اعضاء دھو لیے مگر ابھی دونوں پاؤں باقی تھے اس وقت جناب والا نماز سے فارغ ہوئے۔ اُٹھ کر اس بندہ کے سامنے تشریف لائے فرمایا اے فلاں (محمد زعفران) تو نماز گزارنے میں بہت سست ہے۔ پس یہ بندہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور دل میں کہا سبحان اللہ وبحمدہ جناب والا کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کشف عطا فرمایا ہوا ہے کہ آپ کیلئے خواب اور بیداری یکساں ہے۔

(اپنے خلیفہ کو حضرت خضرؑ کی زیارت کرا دی)

۳۸ اور جملہ واقعات میں ایک وہ کہ ایک روز محمد گل آخوندزادہ ہزارہ والے جو کہ اس بندہ کے استاد ہیں نے بیان کیا کہ جناب ایک روز اپنے پیر و مرشد جناب خواجہ خواجگان شاہ سلیمان تونسویؒ کے مناقبات بیان فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی غریب نواز میں بندہ بھی اس زات شریف کا غلام ہوں اور جو کچھ ان کی زبان درافشاں سے آپ جناب بیان فرما رہے ہیں وہ بالکل بجا ہے۔ لیکن بندہ نے ان اوراد سے کوئی تاثیر نہیں سمجھی۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ ان کی ذات شریف کی ولایت وفوقیت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ مگر قصور ضرور مجھ میں ہوگا۔ اس پر جناب والا نے روی مبارک میری طرف کیا اور ارشاد فرمایا! کہ اس طرح نہ کہہ اگر تجھے

کوئی حاجت ہو میں تیری حاجت بفضل خدا اور بامداد مرشد پاک پوری کرو ں گا اور جلد قلم کاغذ پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم شریف لکھا اور میرے حوالہ کیا اور فرمایا! کہ یہ اسم شریف ہزار بار کاغذ پر لکھ لے اور دریا میں ڈال دے اور خود واپس آجا اور پیچھے نہ دیکھ۔ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام تجھ سے ملاقات فرمائیں گے۔ پس تیری کوئی بھی حاجت ہوئی وہ پوری کریں گے۔ وہ اسم شریف جو کہ جناب والہ کے ہاتھ مبارک سے لے کر لکھا تھا اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ جناب والا کو اللہ جل شانہ نے حضرت خضرؑ کی ملاقات نصیب فرمائی تھی۔ اور جس پر نظر شفقت ڈالی اس کے پاس بھی خضرؑ حاضر ہو جاتے۔

(حالت جذب میں آکر بلندی پر پرواز کرنے لگے)

۳۹ اور ازاں جملہ واقعات ایک وہ کہ ایک روز خواجہ محمد جیؒ کہ جناب والا مآب کے غلاموں سے ہیں۔ اس بندہ گنہگار کے سامنے بیان کیا کہ میں جناب ولایت مآب کے ہمراہ ملک رش میں گیا تھا۔ ایک روز نماز دیگر پڑھنے کے بعد ایک درخت کے دامن میں روبقبلہ مراقبہ میں تھے۔ جب نماز شام نزدیک پہنچی۔ جناب والا نے ذکر جہر شروع کیا۔ اس حال میں حالت جذب میں آئے اور وہاں سے پرواز کی اور

بلندی میں اڑ گئے۔یعنی اس درخت کے دامن سے اڑنا شروع کیا اور دوسرے درخت کے دامن میں زمیں پر بیہوش گر پڑے۔میں ان کے گرتے ہی رو پڑا اور ڈرا کہ ہاتھ پاؤں یا پہلو ٹوٹ گئے ہوں گے۔ایک ساعت بعد اٹھے اور کچھ بھی آہ یا اُف نہیں کی۔اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا!اے محمد جی تجھے قسم دیتا ہوں کہ میرا یہ حال کسی ایک سے بھی نہیں کہے گا۔اور کسی ایک کو بھی اس پر مطلع نہیں کر یگا۔اور مجھے فاش نہیں کرو گئے۔سبحان اللہ وبحمدہ عبادت در یاضت جناب والا کی ایسی بے ریا تھی جو کہ دیکھی گئی۔جناب والا ہمیشہ عجز والے اور رونے والے تھے باری تعالیٰ کے خوف سے۔چنانچہ حضرت مولینا روم نے فرمایا۔

چوں خدا خواہد کہ مایاری کند
میل مارا جانب زاری کند

داغ دل آور کہ درمیدان درد
اہل دل ازداغ بشاسند مرد

اے خنک چشمی کہ آن گیریاں اوست
اے ہمایوں دل کہ آن بریاں اوست

آخر ہرگر یہ آخر خندہ ایست

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

اے خنک آن کونکوکاری گرفت

زور را ابگزاشت اورزاری گرفت

اشک کان از بہرِ اوبارند خلق

گوہراست واشک پندہ رند خلق

کہ برابر میکند شاہ مجید

اشک در وزن باخونُ شہید

رحتم موقوف آن خوش گو یہاست

چوں گریست از بحر رحمت ھوج خاست

ترجمہ۔

جب خدا تعالیٰ ہمارا دوست بننا چاہتا ہے

تو ہماری میلان طبیعت تواضع وزاری کی طرف کر دیتا ہے

میدان و عرصہ درد میں دل پر داغ لگا کرلا

اہل دل (اہل عشق) مرد کو داغ سے پہچانتے ہیں

اے ٹھنڈی اور خوش آنکھ کہ دوست کے لئے روتی ہے

آفریں اے نیک بخت دل کہ اسے دوست لے گیا

ہر رونے کا انجام آخر ہنسنا ہے

انجام کار جوان مرد یہی مبارک بندہ ہے

اے خوش وخرم وہی ہے کہ اسے نیک اعمال نے گرفت کرلیا

زور و جبر کو چھوڑ دیا اور عجزوزاری کو اپنا لیا

جہاں کہ پانی رواں ہو تا ہے سبزہ ہوتا ہے

جہاں آنسورواں ہوتا ہے رحمت خداوندی ہوتی ہے

کیوں برابر کرے گا اللہ تبارک تعالیٰ

آنسوؤں کو خون شہید کے وزن کے برابر (بلکہ

آنسوؤں کا وزن ومرتبہ خون شہید سے زیادہ ہے)

میری رحمت اس خوش وخرم گریہ پر موقوف ہے

جب وہ رویا تو بحرِ رحمت سے ایک مست موج اٹھ کر آئی

(فساد مچانے والے قاضی کی نظروں کے سامنے ہی غائب ہوئے)

اوراز اں جملہ واقعات ایک وہ کہ ایک روز فاضل دین آخوندزادہ کہ جناب والایت مآب کے غلاموں میں سے ایک ہے نے اس بندہ گنہگار کے آگے بیان کیا۔ کہ میں جناب والا کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ایک شہر میں پہنچے وہاں عبدالقدوس نام کا ایک قاضی تھا اور اس شہر میں

دو آدمیوں کے بیچ مقدمہ نکاح تھا۔وہ قاضی مذکور کے پاس موجب شریعت فیصلہ کے لیے آگئے۔قاضی مذکور نے نکاح ان دو مدعیوں میں سے ایک کے لیے درست قرار دیا۔جناب والا نے جب قاضی کے اس فیصلہ سے خبر پائی تو فرمایا کہ قاضی عبدالقدوس نے غلط حکم کیا ہے اور دوسرے مدعی کا نکاح درست ہے۔الغرض جب قاضی کو خبر ہوئی تو بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ یہ کون ہے کہ میرے فیصلے کو غلط نسبت کرتا ہے۔

ایک روز جناب والا نے فرمایا فاضل دین آؤ صحرا کی طرف جاتے ہیں ہم چند طالبعلم جناب والا کے ہمراہ شہر سے باہر آئے۔فرمایا کہ تم لوگ یہاں بیٹھو۔ہم وہاں ہی بیٹھ گئے۔جناب والا ہم سے آگے روانہ ہوگئے اور کچھ فاصلے پر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے۔ناگاہ قاضی عبدلقدوس شہر سے باہر آیا۔جب ہمارے قریب آیا تو کہا جناب والا کہاں گئے؟ ہم نے نظر کی دیکھا تو جناب والا اس درخت کے نیچے نہیں تھے۔ہمارے اور قاضی کے آنکھوں سے غائب ہوگئے۔قاضی نے جتنا آپ کو تلاش کیا نہیں پایا۔اور واپس چلا گیا پھر ہم نے دیکھا کہ جناب والا اُسی جگہ درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ہم سب طالبعلم حیران رہ گئے۔ہم سب نے ایک دوسرے سے کہا کہ جناب ولایت مآب ہماری

آنکھوں اور قاضی سے پنہاں وغائب ہوئے تھے شاید کہ قاضی فساد کرنے کو جناب والا کے پیچھے آیا ہوگا۔ وگرنہ جناب والا تو اُسی جگہ کھڑے ہیں جہاں پہلے کھڑے تھے۔

(کاغذ پر کوئی حرف لکھا اور اس سے خالص سونا بنا دیا)

اور ازاں جملہ واقعات ایک وہ ہے کہ نیز فاضل دین نے بیان کیا کہ جناب ولایت مآب اور ہم سب طالبعلم خدمت میں حاضر تھے ہور ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ جب کالاغ پہنچے تو جناب والا نے اقامت پکڑی۔ ایک روز کنارہ دریا پر ایک درخت بڑ کے نیچے قیلولہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ناگاہ ایک شخص خربوزے سر پر بار کیئے فروخت کرنیکو شہر لے جا رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اے فاضل دین اٹھ یہ سارے خربوزے مالک سے قیمت دے کر لے لو۔ میں نے عرض کی غریب نواز میرے ہاتھ پیسے بھی نہیں ہیں۔ فرمایا کہ ایک انگلی جتنا کاغذ اور قلم دے دو میں نے کاغذ قلم فراہم کیا۔ جناب والا نے اس پر کوئی چیز لکھی۔ اس سے کوئی حرف لکھا ہوا معلوم نہیں ہورہا تھا۔ اور ایک سوراخ اس کاغذ میں کیا اور ایک تار سبز اس سے نکالی اور گرہ لگائی۔ پھر کاغذ مجھے دیا اور فرمایا کہ کاغذ زمین پر کھینچ میں نے اس طرح کیا۔ جب چند قدم گیا فرمایا پکڑ لے میں نے کاغذ پکڑ لیا میں

نے دیکھا کہ کاغذ کی وہ طرف جو زمین پر لگی تھی اس کے ساتھ تھوڑا سا خالص سونا چمٹا ہوا تھا۔فرمایا یہ سونا خربوزے کے مالک کو دے اور خربوزے اس سے لے آ۔ میں نے سونا صاحب خربوزہ کو دیا اور خربوزے لے آیا۔فرمایا طالبوں کو نیند سے بیدار کر۔میں نے سب کو بیدار کیا اور سب خربوزے کھائے اور جناب والا نے پہلے خود نہ کھایا بلکہ سب سے آخر میں کھائے۔جب وہاں سے شہر تشریف لے گئے۔اور خلوت میں چلے گئے تین رات اور تین دن باہر نہ نکلے اور نہ ہی افطار کیا۔تین دن بعد باہر تشریف لائے۔ہم سب طالبوں نے عرض کی غریب نواز یہ کیا سبب تھا کہ تین راتیں اور دن بغیر کچھ کھائے پئے خلوت میں تشریف لے گئے؟فرمایا! میرے حال سے کچھ نہ پوچھو وہ جو مجھ پر گزرا خود مجھے معلوم ہے۔ہم نے عرض کی تو فرمایا کہ یہ عمل کرنے سے میرے مرشد پاک مجھ سے ناراض ہوئے تھے کہ یہ فعل کیوں کیا۔میں تین دن سرنگوں پڑا رہا۔آخر کار مرشد کو مجھ پر رحم آیا اور راضی ہوگئے۔اور فرمایا کہ پھر ایسا کام نہ کرنا۔تو اس وقت میں نے اس عمل سے توبہ کی ہے کہ بار دیگر ایسا عمل نہیں کروگا۔یہ عمل کہ جو جناب والا سے صادر ہوا اوائل زمانہ میں تھا فقط۔

خضر علیہ السلام ۔۔۔شیطان سے ملاقات۔

اور ازاں جملہ واقعات ایک وہ کہ آخوندزادہ محمد جی نے بیان کیا ۔کہ ایک روز جناب ولایت مآب نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک بار اپنے پیرومرشد سے رخصت چاہی۔ارشاد فرمایا (جناب ولایت مآب کے پیرومرشد نے) کہ ایا تیرے ہمرا کوئی ہے یا نہ؟ عرض کہ غریب نواز میرے ساتھ چند کس ہمراہ ہیں۔ارشاد فرمایا کہ بس چلا جا۔اگر کوئی دوسرا ہمراہ نہ ہوتو حضرت خضرؑ تیرے ساتھ ہیں۔الغرض میں رخصت ہوا۔ ناگاہ ایک سوار راہ میں کھڑا تھا۔میں نے پوچھا کیسے کھڑے ہو؟ کہا میرے گھوڑے کے پاؤں شل ہو چکے ہیں۔منزل کی طاقت نہیں رکھتا۔میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہر کوئی ایک ایک بار درود شریف پڑھو اور اس گھوڑے کے پاؤں پر دم کر دو۔کہ اللہ تعالیٰ درود شریف کی برکت سے صحت بخشے۔ہم تمام نے درود شریف پڑھا اور اس کے پاؤں پر دم کیا ۔اللہ جل شانہ نے اس کو کامل صحت بخشی اور وہ رفتار سے چل پڑا بلکہ ہم سے آگے نکل گیا۔ہم دوپہر کے وقت ایک چشمہ آب پر پہنچے۔میں وضو پر مشغول ہوا اور ساتھیو ں سے کہا کہ تم بھی وضو کر لو کہ آگے پانی نہیں ہے۔ناگاہ ایک مرد چرمدار لباس پہنے نے مجھ سے کہا اے فقیر اپنے

ساتھیوں پر ظلم کرتا ہے کہ وقت نماز نہیں ہے اور وضو کرا رہا ہے۔

الغرض میں نے وضو کیا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کہا۔ ہم روانہ ہوئے اور وہ آدمی بھی ساتھ چل پڑا۔ کچھ راستہ ہمارے ساتھ رہا مگر ناگاہ ہم سے گم ہوگیا۔ جتنا کہ پس وپیش نگاہ کی وہ نہیں دیکھا گیا۔ اس وقت ہم نے راستہ گم کر دیا۔ اور سرگرداں جنگل میں ادھر اُدھر پھرتے رہے۔ پھر اچانک ایک مرد سفید ریش اور سفید لباس عصا ہاتھ میں ہمارے ساتھ ہوا اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ جو کوئی کہ ان جیسا پیر کامل رکھتا ہے جیسا کہ تیرا پیر کامل ہے پس فریب شیطان سے کیسے غلط راہ پر جاسکتا ہے۔ یہ کہا اور ہماری آنکھوں سے غائب ہوا۔ میں حیران اپنی جگہ کھڑا ہوا میں نے افسوس نہایت افسوس کیا اور یقین جان لیا کہ یہ حضرت خضرؑ تھے۔ اور میں نے نہیں پہچانا۔ اور وہ جو جامہ چرمدار پہنا ہوا تھا وہ شیطان تھا لعنت اللہ علیہم۔

(دل کے اندر چھپے ہوئے گناہ کو مثل نقطہ کے دیکھا)

اور ازاں جملہ واقعات وہ کہ نیز محمد جی آخوندزادہ نے بیان کیا کہ میں ایک شہر رجوعیہ جناب ولایت مآب کی قدم بوسی کو روانہ ہوا۔ جب جناب والا کی قدم بوسی سے مشرف ہوا پھر عرض کی غریب نواز دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میری تقصیرات عفو فرمائے۔ ارشاد کیا اے محمد جی طالبعلم رہ یہ کس چیز کے لیئے سوال کرتا ہے۔ مگر مجھے شوق اور عقیدہ جناب پر حد سے زیادہ تھا۔ میں نے پھر یہی سوال کیا۔ جناب نے میرا ہاتھ پکڑا اور درود شریف میرے ہاتھ پر دم کیا پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے دل پر پھیر الیا اور فرمایا اے محمد جی آخوندزداہ کہہ اور سچا بیان کر تو کیا دیکھتا ہے۔ تقدیر باری رتعالیٰ کی ایسی ہوئی وہ جو تمام عمر میں نے گناہ کیے تھے وہ سارے یک بیک یاد آنے لگے۔ اسی طرح جناب نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں تھامے میرے سینے سے لگا دیا تھا۔ اور فرمایا اے محمد جی یہ فلاں گناہ تو نے فلاں جگہ پر کیا تھا۔ اور یہ فلاں جگہ میں کیا تھا میں نے ہر گناہ کا اقرار کیا۔ مگر ایک گناہ جو مجھ سے صادر ہوا تھا جناب والا نے جب وہ گناہ یاد فرمایا۔ میں نے اس کا انکار کیا کیوں کہ مجھے اس گناہ پر نہایت شرم آرہی تھی۔ فرمایا کہ تو نے کس فقیر کے کہنے پر درود شریف کی زکوٰۃ کشیدہ کی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں میں خوردسالی میں جمال وحسن رکھتا تھا۔ اُس زمانہ میں ایک فقیر مجھ پر عاشق ہوا اور کہا کہ زکوٰۃ درود شریف کی اتنی عدد پوری کر۔ میں نے ان کے فرمان کے مطابق اتنی بار درود شریف پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ درود شریف تیرے دل کے اردگرد مثل جامہ

سفید لپٹا ہوا ہے۔اور یہ گناہ جس کا تو منکر ہے۔نقطہ سیاہ اس جاء پر ظاہر وباہر نمایاں ہے۔جناب والا نے جب یہ نشان اس گناہ کا دیا تو میں نے اُس گناہ کا اقرار کرلیا اور توبہ کی۔

سبحان اللہ وبحمدہ جناب والا کو اللہ جل شانہ نے ایسا کشف ارزاں فرمایا تھا دلوں کے چھپے نشان بھی بتا اور دکھا دیتے تھے۔

(اپنا نام سنا کر خونخوار شیر سے شہر صوابی کو خالی کر دیا)

اور ازاں جملہ واقعات ایک وہ کہ خلیفہ صاحب نور محمدؒ نے بیان کیا کہ میں جناب ولایت مآب کے ہمراہ شہر سُو آبہ(صوابی) گیا ہوا تھا۔سُو آبہ (صوابی) کے لوگ جناب والا کی قدم بوسی سے بہرہ یاب ہوئے۔قدم بوسی کے بعد میں نے عرض کی غریب نواز ان پہاڑوں میں جو کہ ہمارے شہر کے نزدیک ہیں ایک مست شیر پیدا ہوا ہے۔ہمارے بیلوں کو ہلاک کرے گا۔ارشاد فرمایا کہ ایک تفنگ لے آؤ۔ہم تفنگ حاضر لائے۔جناب والا نے اپنے ہاتھ مبارک سے اسے گولی اور دارو سے پُر کیا اور وہاں موجود لوگوں میں ایک مرد کو دے دی۔اور فرمایا جاؤ اس تفنگ کو ااس پہاڑ پر فائر کر دو اور پہاڑ کے سر پر یہ نعرہ بلند کر کہ اے شیر اس فقیر کے حکم پر اس پہاڑ سے دور چلا جا۔

اس مرد نے ایسا ہی کیا اور واپس آیا۔ تقدیر باری تعالیٰ ایسی ہوئی کہ بعد اُس دن کے اُس شیر کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ ہی بعد اس کے بیلوں کا نقصان ہوا اور نہ ہی مردوں کا نقصان۔ آج تک ان پہاڑوں میں کسی نے نہ کہا کہ شیر آ گیا۔

(قلاّش و مفلس کو دعائیں دے کر مال ومنال والا بنادیا)

اور از اں جملہ واقعات ایک وہ کہ نیز خلیفہ نور محمدؒ نے اس گنہگار کے سامنے بیان کیا۔ کہ ایک بار جناب ولایت مآب کالا باغ تشریف لے گئے تھے اور بعد چند روز کے مولوی شمس الدین بہاولپوری بخدمت جناب والا حاضر ہوا۔ اور قدم بوسی کے بعد عرض کی۔ غریب نواز سبب فاقہ سے نزدیک ہے کہ ہلاک ہوجاؤں۔ آپ جناب غور فرمایئے کہ میری روزی فراخ ہوجائے۔ مگر جناب والا نے جواب میں کچھ نہ فرمایا اور چند روز ملک بنوں تشریف لے گئے مولوی صاحب مذکور بھی ہمراہ گئے۔ وہاں پھر عرض کی کہ جناب والا غریب نواز میرا کار گزران نہایت ہے۔ آپ غور اور توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے اس سختی سے راحت میں لائے۔ جناب والا کو مولوی صاحب مذکور کے حال ضعیف پر رحم آئی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا اور ارشاد کیا اے مولوی صاحب جب تک کہ یہ میرا گھوڑا تیرے

ہاتھ میں ہوگا تیرے اور گھوڑے بہت ہو جائیں گے چلا جا اور کچھ غم واند وہ نہ کر۔ مولوی صاحب مذکور خوش روانہ ہوا۔ چند دن بعد دیکھا کہ مولوی صاحب مذکور کے دوسرے گھوڑے نر و مادہ بہت زیادہ ہوئے اور آج تک بہت عیش وعشرت میں ہے۔

سبحان اللہ و بحمدہ جناب والا کی زبان مبارک میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسی تاثیر رکھی تھی۔ کہ جس کسی کو بنظر رحم دیکھ لیتے اسی وقت اس کا کار گزران رواں ہوجاتا۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا دروازہ اللہ کا دروازہ ہے۔

آستانش سجدہ گاہ عارفانِ باکمال
نیست ممکن فی الحقیقت مثل اُو کردن خیال
ہر کہ آمد بر درش زورد نمی سازو سوال
مفلس آمدی رود فی الحال با مال ومنال

ترجمہ۔

ان کے آستانے عارفانِ باکمال کے سجدہ گاہ
حقیقت میں ممکن نہیں ہے ان کی مثل کا خیال کرنا
جو بھی ان کے در پر حاضر ہوتا ہے اسکا سوال رد نہیں فرماتے

مفلس آتا ہے اور اسی وقت چلا جاتا ہے مال ومنال کے ساتھ

(آپ کے پاس تین روپے اور پیر ومرشد کے ارشادات)

اوراز اں جملہ واقعات کے ایک یہ کہ ایک روز جناب ولایت مآب نے اس بندہ (محمد زعفرانؒ) کے سامنے بیان فرمایا کہ میں ایک بار اپنے مرشد پاک کی زیارت کو روانہ ہوا۔ اور بعد چند روز آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور مرشد پاک کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ میرے مرشد نے مجھے ایک حجرہ عطا فرمایا۔ ایک روز ایک مرد میرے حجرے میں آیا اور ۳۰ روپے نقد فی سبیل اللہ میری نذر کیے۔ میں نے ان روپوں کی حفاظت کی۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ روپے واپسی پر راہ میں خرچ کروں گا۔ نماز ظہر کے بعد آپ کی کچہری میں حاضر ہوا اور آخری کنارہ پر بیٹھا۔ دیکھا کہ خاص و عام علماء اور خواتین حاضر خدمت تھے۔ ناگاہ میرے پیر مرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان قدس سرہ نے سر مبارک زانوں سے اوپر اُٹھا لیا اور فرمایا کہ فقیر اس زمانے کے ایسے ہیں کہ اگر کوئی ۳۰ روپے فی سبیل اللہ اُنہیں دے تو وہ ان رُوپوں کو ذخیرہ کر لیتے ہیں کہ کل کام آجائیں گے۔ میں اُٹھا اور دس روپے لے کر فقیر کو دیئے۔ باقی بیس روپے رکھ لیے۔ روز دوم جب پھر حاضر ہوا اور لوگوں

کے درمیان چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر حضرت پیرو مرشد نے آواز بلند کی اور فرمایا کہ فقرا اس زمانے کے ایسے ہیں کہ ۱۰ روپے فی سبیل اللہ فقرا کو دے دیتے ہیں۔ اور باقی بیس پر نگاہ رکھتے ہیں۔ میں پھر اُٹھا اور دس روپے اور ان میں سے فی سبیل اللہ فقرا کو دیے۔ تیسرے روز پھر خدمت میں حاضر ہوا اس وقت مرشد پاک نے سر مبارک زانوں پر رکھا ہوا تھا۔ سر اُٹھایا اور فرمایا حضرت پیرو مرشد نے آواز بلندی کی اور فرمایا کہ فقرا اس زمانے کے ایسے بے توکل ہیں کہ اگر کوئی انہیں تیس روپے فی سبیل اللہ دے تو یہ ۲۰ روپے فی سبیل اللہ فقرا کو دیتے ہیں اور دس روپے اپنے خرچ کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ میں بہت شرمندہ ہوا اُٹھا اور جلد وہ روپے بھی فی سبیل اللہ فقرا میں تقسیم کر دیے۔

جب میں چوتھے دن حاضر خدمت ہوا تو مجلس کے آخر تک مرشد پاک نے وہ بات نہیں فرمائی۔ میرے پیر ایسے تارک الدنیا تھے کہ دنیائے دون ان کی نظر مبارک میں بد اور قبیح تھی۔ اس حدیث شریف کے مطابق الدنیا جیفتہ و طالبھا کلاب۔ یعنی دنیا ایک مردار ہے اور اس کے طلب گار کتے ہیں۔ اور فقرا کو اختیار دیا۔ بحکم حدیث 'الفقر فخری' یعنی فقر و مسکینی میرا فخر ہے۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

مثنوی ما دکان و حدت است

غیر واحد ہر چہ بینی آن بت است

کار درویشی ورای فہم تست

سوی درویشی تو منکرست سُست

زانکہ درویشاں ورای ملک ومال

روزی دارندژوف از ذوالجلال

صبرکن درفقر وبگزار ایں ملال

زانکہ در فقرست عزازذوالجلال

آمی راعجز و فقر آمد امان

ازبلای نفس پر حرص وغمان

فقر ازاں رو فخر آمد جا ودان

کہ بتقوٰی ماند دست نار سان

خضر کشتی رابرای آں شکست

کہ تواند کشتے ازفجار رُست

چوں شکستہ می دہد اشکستہ شو

امن درفقر است اندر فقر رو

نیست قدرت ہر کسے را ساز وار

وارعجز بہتر مایہ پر ہیز گار

ترجمہ:

ہماری مثنوی وحدت کی دکان ہے

خدائے واحد کے سوا جو دیکھتا ہے وہ بُت ہے

کاروبار درویشی تیری فہم وسمجھ سے ورا ہے

درویشوں کی قطار کا تو منکر اور ست ہے

کیوں کہ درویش ملک ومال سے لاتعلق ہیں

رب ذوالجلال سے بے حساب روزی رکھتے ہیں

فقر میں صبر کر درد غم واندوہ چھوڑ دے

کیوں کہ فقر میں رب ذولجلال کی طرف سے عزت وشرف ہے

آدمی کو عجز و فقر امان دیتا ہے

بلائے نفس سے اور حرص ولالچ سے

فقر اس وجہ سے فخر جاوداں ہوا

کہ نا رساؤں کے ہاتھ تقوٰی کے ساتھ لگے

خضرؑ نے کشتی اس وجہ سے توڑ دی

کہ کون دے سکتا تھا کشتی کو فُجار سے آزادی

جب تجھے شکستگی دینا چاہتا ہے تو شکستہ ہو

کیوں کہ میں امن فقر میں ہے تو فقر کے اندر چل
قدرت و اختیار ہر کسی کو لائق نہیں ہے
عجز ہی پرہیزگاروں کا بہتر سرمایہ ہے

(حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان اور ایک دوسرے بزرگ کی وفات کا اشارہ خواب میں دیکھا اور پھر اسی طرح ہوا)

اور ازاں جملہ واقعات وہ کہ ایک روز جناب والا نے فرمایا کہ ایک بار میں چند طالب علموں کے ساتھ آخوند صاحب سوات والے کی زیارت کے لئے روانہ اور تین روز منزل قطع کی۔ ناگاہ ہم نے راہ گم کردی جس کسی سے راہ کے بارہ میں پوچھا جواب دیتا کہ آیا تم نابینا ہو کہ راہ سے غلط جا رہے ہو۔ حیران و پریشان رات کو ایک جگہ ڈیرہ ڈال دیا۔ اس شب خواب میں دیکھا کہ ایک بازار تھا اور وریشمی تھان گونا گوں اس بازار میں پڑے تھے۔ مگر لوگ بازار میں نہیں تھے۔ اور میں اُس بازار میں خوف زدہ جا رہا تھا۔ مبادا کوئی مجھے چور سمجھ کر گرفتار کر لے۔ ناگاہ دیکھا کہ نواب فقیر ایک دوکان میں بیٹھا تھا۔ مجھ سے ملاقات کی اور کہا اے فقیر تو اس بازار میں عبدالغفور کو تلاش کر رہا ہے۔ مگر عبدالغفور بازار میں نہیں

ہے۔آگے جاؤ بازار کے دروازے کے باہر تیرا پیر خواجہ خواجگان شاہ محمد سلیمان قدس سرہ کا خیمہ کھڑا ہے ۔ اور دیگر یہ کہ میرا جنازہ تم پر لازم الادا ہے۔

الغرض میں روانہ ہوا اور بازار کے دروازے کے باہر میرے مرشد نے خیمہ لگایا ہوا تھا۔جب میں نزدیک ہوا اور خیمے کے چار اطراف پھرا مگر دروازہ خیمے کا نہیں پایا۔میں اسی وقت خواب سے بیدار ہوا اور خواب کی تعبیر نے تعجب میں ڈالا ۔آخر اس جگہ سے میں دوبارہ پیرومرشد کی زیارت کو واپس ہوا۔اس منزل میں ہم ایک شہر میں آئے کہ نواب فقیر کی سکونت بھی وہاں ہی تھی ۔ان کے مریدوں کو جب میری خبر ہوئی تو وہ استقبال کو آئے ۔اور کہا کہ نواب فقیر اس رات دار دنیا سے دار بقاء کو رحلت کر گئے ہیں ۔اور وفات سے پہلے وصیت کی ہے کہ میری نماز جنازہ شاہ صاحب پڑھائیں گے ۔کہ میں نے ان پر لازم کر دیا ہے ۔اس وقت جنازہ تیار ہے جنازہ پڑھانے کی مہربانی فرمائیں۔اُن کے مریدوں نے جب یہ بیان کیا میں نواب فقیر کی بزرگی پر حیران ہوا اور خود سے کہا سبحان اللہ وبحمدہٖ نواب فقیر نے جو کچھ خواب میں فرمایا تھا وہی پیش آیا۔

الغرض میں نے وہ جنازہ پڑھایا اور وہاں سے روانہ ہوا۔جب

چند روز ہم نے منزل قطع کر لی تو راہ میں ایک شخص مجھ سے ملاقاتی ہوا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا اپنے مرشد کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ کہا تیرے مرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ سلیمان قدس سرہ دار دنیا سے دار الجنان کو پرواز فرما گئے۔ میں نے کہ **"انا للہ وانا الیہ راجعون"** **اور رو پڑا بہت زیادہ افسوس کھایا اور خواب کی تعبیر سمجھ لی** کہ وہ جو اپنے پیر و مرشد کے خیمے کا دروازہ خواب میں بند دیکھا اس کے یہی معنی تھے۔ کہ میرے مرشد وصال فرما گئے تھے۔ اور میرا نصیب ان کی ملاقات میں نہیں تھا۔ پس کہتا ہے یہ بندہ گنہگار چند ابیاتِ خواجہ کونین وافتخار دارین حضرت پیرو مرشد حقیقی خواجہ خواجگان حضرت محمد شاہ سلیمان قدس سرہ العزیز کی منقبت میں۔

قطب زمان مہ زمیں غرہ متین
نور مبین چشم یقین کعبہ خطر
شمع خدا امین نائب نبی
کاندر جہانش واری جہان مقر
غوث انام فخر گرام آن امام حق
کا ثار روشنش ز فک رفتہ آستر

تاج الولای شاہ سلیمان کہ درگمش

می گشت طائران بہشتی بگرد سر

بال عقاب چرخ شکیتی زصد متش

موری اگر بہ ہمت او کشاد پر

ابر کرم سہ پہر جہان ہمہ کہ بود

ہر قطرہ ایش قلزم ہر اختر یش خور

گوہر نثار خمکدہء چشتیان کہ زو

تسمیہا بجز قلوبتہ منفجر

پہلوی ہمدمی بمسیحا ہمی زدی

عظیمی زمیم اگر زدمش تافتہ اثر

میدان کہ سبز کردہء روزِ نوال است

ہر جا نہال دوحہء عرف دہد ثمر

مانا کہ از توجہ خورشید لطف اوست

ہر جا بکوہسار طریقت دہد گہر

بدر گہ حریم دلش کا سہ در بغل

خورشید میں رسید بدرویزہ ہر سحر

قاف جہاں علم محیط سخا و علم

بدر سہ پہر قدر خدیو سوادفر

آن مظہر نوادر قدرت کہ ذرہ را

در جیب ہمیں بنہادی ہزار خور

روشن کہ ہم سرش نرسد در بدور ما

از بطن جا د مادر داز صلب پدر

چون آمدش مبشر وصل از جناب دوست

دُر شد ازین سہ پنجئی در بہشت دُر

از خازن ارم پی تاریخ تیر چرخ

پرسید از وصول سہ بحر و بر خبر

گفتا لسان وصل نشستہ بری سراغ

وصفی یکی زخلد تکرر کنی اگر

نغزِی زداغ دل شدہ جو یا کہ شاہ من

کی رفت گفت کی بسفر ہفتمی سفر

ترجمہ:-

زمانے کے قطب زمین کا چاند، روشن چہرہ

نور ظاہر یقین کی آنکھ کعبہ خطر
خدا تعالیٰ کے دین کی شمع، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب دین کے امین
کہ ان کی دنیا میں تھے اس جہان کے وراء بھی اقامت پر یز
لوگوں کے غوث فخر گرامی وہ امام حق
ان کے آثار فلک سے روشن تشریف لے گئے پردے میں
اولیاء کے تاج شاہ سلیمان کہ ہمیشہ ان کے لیے
طاہر ان بہشت پھرتے ہیں ان آگے پیچھے
عقاب ان کی ہمت سے آسمان کو توڑ دے
چیونٹی بھی اگر ان کی ہمت و مدد سے پر پھیلا دے
ان کا ابر کرم جہان کی ڈھال ہے
ان کے وضو کا ہر قطرہ بحر قلزم لگتا ہے اور ہر ستارہ آفتاب ہے
دوستی کا پہلو مسیحا کے ساتھ ایسا لگایا
اگر میں اس کے ساتھ پکا عزم لگالیتا ضرور اثر پیدا ہوجاتا
میدان عشق کو جو سرسبز کیا اس کا روز اول ہے
جہاں بھی بغیچہ لگایا ثمر دیتا ہے
یہ تسلیم ہے کہ خورشید سے بھی ان کا لطف و کرم زیادہ ہے

ہر جگہ کوہسار طریقت کے ساتھ موتی بکھیرتے ہیں

اس کے دل کی درگاہ حریم پر کاسہ بغل میں دبائے

سورج بھی صبح سویرے بھیک مانگنے پہنچ جاتا ہے

عجائبات قدرت کے وہ مظہر کہ زرے کو بھی

دل میں یوں رکھتے ہیں جیسے ہزار خورشید

روشن ایسا کہ اس کا ہم سفر ہوا ماہ بدر بھی

ماں کے پیٹ سے یوں پیدا ہوئے اور باپ کے صلب سے

جب اس کی آمد دوست سے وصال کی خوشخبری ٹھہری

یہ پانچ روزہ زندگی موتیوں کی لڑی ہوئی بہشت کے در کھل گئے

خازن ارم سے آسمان نے فال پوچھا

شاہ بحرہ بر کے وصال کا

کہا کہ وصال کی زبان بیٹھی ہوئی ہے سراغ لگانے کو

ان کے وصف کی ایک بات کے لئے اگر اس کی تکرار کی جائے

دل کے داغ کا ایک کانٹا طلب گار ہوا اے میرے شاہ

کہا گئے کہا ایک ہفتے کے سفر پر

اشعار دیگر

ای در کشیده بحر حقائق بکاس شروع

زان رنگها که بوی نشد آشنان کاس

امرِ تو تا بجس نفس گوش گل شنید

بو در بغنچه داغ شد از باب احتباس

گر تربیت پزیرداز نوررای تو

خورشید ہادہد بحقیقی دل قساس

کاو سپہر اگر نبود بحر مطنجت

خورا کہ بستہ است بدین بازگون خراس

نغزی اگر بلطف کنی خدمتش قبول

منت نہد بجان وبجان آورد سپاس

ایامہی کہ اوج کرم باشدت منیر

ایاشہی کہ قرب قدم باشدت مہاش

امر تو گر بباد پری چشمگی زند

آتش زند بدامن این آبگو فراس

بوی اگر زگلشن تو خلق بشنود

تا تارہا شمار کنود آہواز عطاس

شاہا چہ احتیاج کہ درپیشگاہ تو

چوں ناقصان بلاف فرد گسترم پلاس

فال دعا زند کہ ز اقبال جود تو

نفس غنا نشستہ بگر دونش التماس

ترجمہ:

اے وہ کہ حقائق کے سمندر کو شرع کے کاسہ میں کھینچ لیا ہے

ایسے رنگوں سے کہ بُو بھی کاسہ سے آشنا نہ ہوئی

تیرا معاملہ نفس کے گھٹن تک پھول کے کان نے سنا

خوشبو غنچہ میں داغ ہوئی گھٹن کی برداشت تک

تیرے نور کی رائے کی روشنی میں اگر تربیت حاصل کرلے

کتنے ہی سورج عقیقہ میں دل تقسیم کرے

ایک لمحہ اگر لطف وکرم سے اس کی خدمت قبول فرماؤ

دل وجاں سے احسان مانے گا اور شکر میں جان کا نزرانہ دے دے گا

ہائے وہ ایام کہ تیرا اوج کرم روشن تھا

ہائے کہ تیرا قرب قدم بدر منیر تھا

تیرے گلشن سے ایک بُو بھی خلق سن لے
تا تار اسے آہوئے ختن سے شمار کریں گے
اے میرے شاہ کیا احتیاج ہے کہ تیرے سامنے
ناقصوں کی طرح لاف زنی کے ساتھ مٹی میں گر پڑا ہوں
دعا کی فال لیتا ہے کہ تیرے جود کے اقبال سے
غنا کی نقش بیٹھی ہوئی تیرے اقبال سے التماس کرتا ہوں
آئینہ رواں تیرے دم سے آبرو کی مثال ہے
یہاں تک کہ آب و آئینہ تجھ سے منعکس ہوتا ہے

۴۸۔بوقت رخصت خصوصی التفات اور بعد کچھ مدت مرشد پاک کی وفات

اور جملہ واقعات ایک وہ کہ ایک روز جناب ولایت مآب نے اس بندہ گنہگار (محمد زعفرانؒ) کے سامنے بیان فرمایا۔کہ میں ایک بار اپنے پیرومرشد کی زیارت کو گیا تھا اور چند شب وہاں اقامت پذیر ہوا۔بوقت رخصت پھر پیرومرشد کی قدم بوسے مشرف ہوا۔عرض کی غریب نواز مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ارشاد کیا کہ میرے نزدیک ہوجا۔میں نزدیک ہوا پیرومرشد نے مجھے پکڑا اور اپنے سینہ مبارک کے ساتھ ملایا پھر چھوڑ دیا۔اور آپ کے سامنے بیٹھا۔جب ایک ساعت گزری پھر ارشاد

فرمایا۔ میرے نزدیک ہو جا میں نزدیک ہوا۔ اُسی طرح مجھے اپنے سینے مبارک کے ساتھ پیوست کیا۔ اور اپنا سینہ مبارک میرے سینہ کے ساتھ ملا اور پھر چھوڑ دیا اور آپ کے سامنے بیٹھا۔ جب ایک ساعت گزری تو پھر ارشاد فرمایا کہ نزدیک ہو جا میں نزدیک ہوا۔ تیسری با مجھے ایسا مظبوط پکڑا کہ میرے پہلوؤں نے درد کیا اور میں ڈرا کہ مبادا میرے پہلوؤں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ ایک ساعت بعد مجھے رہا کر دیا۔ اور فرمایا کہ جا چلا جا تجھے رخصت کی اجازت ہے۔

میں آپ سے رخصت ہوا اور پیر و مرشد کی اس مہربانی سے میں تحیر میں پڑا۔ کہ اس سے پہلے جب بھی پیر و مرشد سے رخصت ہوا جایا کرتا تھا ایسی مہربانی مرشد کی مجھ پر نہ تھی۔ اور اب یہ مہربانی مرشد کی کہاں سے ہوئی یہ حکمت سے خالی نہ ہوگی۔ الغرض میں اپنے وطن میں کچھ مدت مقیم ہوا۔ چند مدت بعد پھر مرشد کی زیارت کو روانہ ہوا، جب چند روز سفر کیا کسی نے خبر پہنچائی کہ تیرے پیر و مرشد وصال فرما گئے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں اُس وقت سمجھا کہ مرشد پاک نے تین بار جو مجھے کنار میں پکڑا اُس ذات شریف کو معلوم تھا کہ آخری ملاقات ہے۔ اور میں اُس وقت

نہیں سمجھ سکا۔

۴۹۔علمائے بنوں کی آپ کے مرید کے ساتھ مخالفت اور پھر ان علماء کا مرید سے معافی مانگنا

اور جملہ واقعات ایک وہ کہ ایک روز ملک شاہ ولی خان بنوی نے اس بندہ گنہگار کے سامنے بیان کیا کہ جب جناب ولایت مآب نے علمائے بنوں کے ساتھ مباحثہ کیا تو میں جناب والا کا مددگار اور ناصر تھا۔ جب وہ معاملہ فیصل ہوا تو میں نے عرض کی کہ غریب نواز جناب کی ذات شریف کے ساتھ دوستی کے سبب تمام علمائے بنوں میرے مخالف ہو گئے۔ ارشاد کیا اے شاہ ولی خان خاطر جمع رکھ۔ چند روز بعد تمام علماء بنوں تیرے گھر آئیں گے اور تیرے ساتھ دوستی چاہیں گے۔ مگر خدا کے علم میں یہ بات معلوم ہے کہ میں اس وقت زندہ ہوں گا یا نہ۔

یہ گفتگو میرے اور جناب والا کے درمیان ہوئی۔ الغرض زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ایک روز علمائے بنوں جمع ہوئے اور میرے گھر آئے۔ کہنے لگے کہ اے شاہ ولیخان آپ ہماری مدد کریں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کریں اور اس پر غور کریں۔ اور حال یہ کہ

قاضی غلام یوسف نے فلاں کی منکوحہ کو اپنے برادرزادہ کے نکاح میں لے آیا ہے۔اس بات پر میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ الحمد للہ تمام علمائے بنوں میرے دوست ہوئے۔اور جو کچھ توفیق سے تھا علماء کی خدمت میں بجالایا۔اور جناب والا کی کرامت کا معترف ہوا۔جو کچھ فرمایا تھا اُسی طرح ہوا۔

(محراب مسجد میں چہرہ انور سے انوار کا پھوٹنا اور ایک صاحبِ دل)

۵۰۔ اورازاں جملہ وہ کہ جناب ولایت مآب ایک روز شہر پنیالہ (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) تشریف لے گئے تھے۔اور رات میں مسجد گل محمد آخوندزادہ میں مقیم تھے۔نماز عشاء کے بعد فرمایا کہ شہر کے لوگوں کو اب اجازت ہے یعنی سب کو رخصت دی اور بذات شریف خود تنہا مسجد میں رہ گئے۔وقت نماز کے لیے اُٹھے اور نماز تہجد ادا کی۔بعد تہجد روقبلہ محراب مسجد میں بیٹھے اور مکاشفہ میں مستغرق ہوئے۔اس وقت میں ایک اہل دل نے اس مسجد کے در پر گزر کر لی۔دیکھا کہ اندر مسجد ایک شعلہ نور اٹھا ہوا ہے جب نزدیک دروازہ مسجد پر آیا وہ شعلہ تھوڑا تھوڑا کم ہونے لگا۔جب وہ مسجد کے اندر آیا تو وہ شعلہ چراغ نہ تھا۔بلکہ وہ شعلہ نور جناب والا کے سر مبارک سے اُوپر آسمان کی طرف جارہا تھا۔جب اور نزدیک تر ہوا وہ

شعلہ نور معدوم ہوا۔اُس صاحب دل نے جب وہ مسجد کے اندر آیا تو وہ شعلہ چراغ نہ تھا۔ بلکہ وہ شعلہ نور جناب والا کے سر مبارک سے اُوپر آسمان کی طرف جا رہا تھا۔جب اور نزدیک تر ہوا وہ شعلہ نور معدوم ہوا۔اُس صاحب دل نے جب اس معاملہ کو دیکھا تو مسجد سے باہر نکالا۔اور وقت فجر دوسرے روز اس صاحب دل نے جناب والا کا یہ راز بعض لوگوں پر فاش کیا۔یہاں تک کہ کسی نے ولایت مآب کی سمع مبارک تک یہ بات پہنچادی۔پس اس روز سے جناب والا نے یہ عادت شریف پکڑی کہ نماز عشاء پڑھنے کے بعد جب لوگوں کو رخصت فرما دیتے تھے چراغ کو بجھا دیتے تھے صبح صادق تک۔اس لیے کہ لوگوں کو گمان وتوہم دفع ہو۔یہ حکایت بہت سارے ثقہ لوگوں سے منقول ہے۔سبحان اللہ وبحمدہ جناب ولایت مآب کی تقوٰی اور پرہیز گاری حد سے زاید تھی کیوں کہ تقوٰی اور پرہیز گاری عمل صالح کو میل اور کھوٹ سے پاک رکھتا ہے۔

مثنوی معنوی

چونکہ تقوٰی ہست دوست ہوا

حق کشاید ہر دو دست عقل دا

پس حواسِ چہرہ محکوم تو شد

چوں خرد سالار محکوم تو شد

عفو باشد لیک کو فردا امید

کہ بود بندہ زتقوٰی روسفید

دزد را اگر عفو باشد جان برد

کی وزیر و خازن مخزان شود

افتقاد جان چو رای دل آگہیت

ہر کہ آگہ تر بود جانش قویست

ترجمہ: چونکہ تقوٰی ہوش حواش کے دو ہاتھ ہیں

حق تعالیٰ کھولتا ہے عقل کے دو ہاتھوں کو

پس بکھرے ہوئے ہو اس تیرا محکوم ہے

جیسے کہ عقل سالا رہے مگر تیرا محکوم ہوا

عفو تو جاتی ہے لیکن کل کے لیے کسی مرتبہ کی اُمید نہیں

کیسے ہو جاتا ہے بندہ تقوٰی سے روشن چہرے والا

چور کو اگر معافی مل جاتی ہے جان سلامت لے جاتا ہے

مگر خزانے کا خازن کیوں کر ہو سکتا ہے

گمنامی جان جب اے دل آگہی ہے

تو جو کہ آگاہ تر ہوگا اس کی جان قوی تر ہوگی

(علماء کرام کو اوراد وظائف کی اجازت اور مصنفؒ پر خصوصی کرم)

۵۱۔ اور ازاں جملہ وہ کہ ایک بار جناب ولایت مآب اپنے پیرو مرشد کی زیارت سے رخصت ہوئے۔اپنے وطن کی طرف رجوع ہوئے۔اس بندہ کے گھر تشریف لائے۔شب گزارنے کے بعد روانہ ہوئے۔دوسری شب لکی مروت تشریف لے گئے۔ بندہ بھی حاضر خدمت تھا۔چند علماء بھی آپ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور ہر ایک نے اپنی حاجت کی درخواست کی جناب والا نے ہر ایک کو اوراد و ظائف کی اذن عطا فرمائی اور رخصت کیا۔ بعد اس کے اپنا چہرہ مبارک اس بندہ کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا کہ تمام صاحبان حاجات نے مجھ سے اذن لے لیے اور چلے گئے۔اگر تجھے بھی کوئی حاجت ہو تو بیان کر۔اس بندہ نے عرض کی غریب نواز جو علماء اذن مانگ رہے تھے وہ ایک ساعت کے آشنا ہیں۔ اور میں بندہ کہ اہل چشت کا دامن گیر ہوں۔ایک ساعت کی آشنائی کی غرض نہیں رکھتا۔ بلکہ تا روز قیامت امیدوار ہوں کہ مجھے اپنے غلاموں میں ایک شمار فرمائیں۔ اور بندہ کے حال دنیا اور آخرت پر نظر رحمت فرمائیں۔جب میں نے اس طرح کی عرض کی تو جناب ولایت مآب نے

اپنا دست آفریں اس بندہ کے سر پر رکھا اور ارشاد فرمایا کہ میں ہرگز تجھے فراموش نہیں کرنا چاہوں گا۔ بلکہ ہر حال تجھے یاد رکھتا ہوں۔

افسوس نہایت افسوس کہ میں نے پورا پھل اس فیض ترجمان سے نہیں کھایا۔ اور بہت جلد دار فنا سے دارِ بقا کو رحلت فرما گئے۔ اور ان کا داغ فراق میرے جگر میں رہ گیا۔ پس کہتا ہے یہ بندہ گنہگار چند ابیات فراق بے نہایت کے سبب سے۔

چوں رہبر من بزیر خاکست
گر خاک بسر کنم چہ باک ست
ای رہبر من کجائی آخر
روی از چہ نمی نمای آخر
خندان ز دل زمین پرون آئی
برگریہ زارِ من بہ بخشائی
راندی بہ بہشت کشتی خویش
روتافتی از بہشتی خویش
امین یارب العلمین

(والئی کابل امیر شیر علی خان کے ساتھ مناظرہ)

۵۲۔ نقل کیا ہے بندہ نے اپنے دوستوں سید نظام الدین شاہ تر مذی لوگری اور سید شاہ برہان الدین ترمزی لوگری اور دوسرے صاحبان سے کہ وہ صاحبان اس واقعہ کے وقوع کے موقع پر حاضر تھے۔ بیان حال اس طور ہے کہ ایک بار جناب ولایت مآب ملک کابل تشریف لائے اور عطا محمد خان خاکوانی کے مکان پر ڈیرہ ڈال دیا۔ بعد چند روز کے آخوند صاحب سوات والا کے ایک خلیفہ نے معہ جمع علمائے والی کابل امیر شیر علی خان سے عرض کی کہ جناب والا کہ عطا محمد خان کے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کے روبرو بعض مسائل ضروریہ میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ والئی کابل امیر شیر علیخان نے ان کی عرض داشت منظور کی اور فرمایا کہ کل میں بذات خود جناب والا کی قدمبوسی کو جانا چاہتا ہوں۔ جب اس جیسی گفتگو ہوئی بعد اس کے جنابوالا کی سمع مبارک میں یہ بات مسموع ہوئی ارشاد فرمایا کہ میں بھی اسی ملک میں برائی تحقیقات مسائل از روی شریعت عزہ آیا ہوں۔ الغرض عطا محمد خان کو کہ والئی کابل امیر صاحب اور وہ خلیفہ اور دیگر علماء اور خواتین جناب والا کی قدمبوسی کو حاضر ہوئے اور جناب والا کی قدمبوسی نصیب کی۔

والئی کابل نے سوال کیا جناب والا وہابی کا قتل جائز ہے یا نہ۔ ارشاد فرمایا سزا اور قید سے پہلے اس کا خون بہانا جائز نہیں ہے پھر امیر صاحب نے سوال کیا غریب نواز سرود حلال ہے یا حرام۔ جناب نے جواب میں فرمایا کہ اے امیر صاحب تو صرف جاہل ہے تجھے کیا لائق ہے کہ مجھ سے یہ سوال کرتا ہے علماء سے کہہ دو وہ مجھ سے یہ سوال کریں۔

جناب والا نے امیر صاحب کی طرف جب جہل کی نسبت کی تو عطا محمد خان خاکوانی اور دیگر علماء اور خواتین سب فکر مند ہوئے مگر امیر شیر علی خان نے تبسم کیا اور کوئی پریشانی یا غصہ اس کے ماتھے پر ظاہر نہ ہوا۔ بعد ایک ساعت سب کے سب خاموش ہوئے۔ ایک ساعت بعد جناب والا نے ارشاد فرمایا۔ اے امیر صاحب سن لیں اور یہ بیت زبان در افشاں سے کہا۔

مردہ نفس وزندہ دلاں رواست ہر کہ جز اینست مر اُورا خفاست

ترجمہ۔ مردہ نفسوں اور زندہ دلوں کے لیے جائز ہے۔

اور جو ان کے علاوہ ہیں ان کیلئے جائز نہیں

اور نیز فرمایا۔ جہاں پر سماع مست مستی وشور ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

ترجمہ۔ جہانِ عالم سارا سماع ہے مستی اور شور و غوغا ہے لیکن اندھا آئینہ میں کیا دیکھتا ہے

والئ کابل نے عرض کی غریب نواز یہاں اس جگہ کوئی اس صفت کا اہل ہوگا یا نہ ارشاد فرمایا! اے امیر صاحب انصاف اگر چاہتا ہے تو یہ خلیفہ صاحب اور یہ بندہ دونوں کو ایک حجرہ میں بند کر دو۔ اور اس حجرہ کے دروازہ کو بھی بند کر دو ۔ چالیس روز تک پانی اور کھانا نہیں کھائیں گے۔ اور صبح و شام ان کی خوراک سرور سننا ہوگا چالیس روز بعد باہر لے آؤ تو دیکھا جاوے گا کہ سرود اِن دو میں کس کے لئے روا ہوگا جناب والا یت مآب نے جب یہ موتیاں اپنی زبان مبارک سے کھیریں تو والئ کابل خلیفہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خلیفہ صاحب بیدار ہو۔ تو اور جناب والا حجرہ میں چالیس روز تک بغیر پانی اور کھانے کے گزارو گے۔ خلیفہ عاجز رہا اور کہا کہ میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ چالیس روز کیا بلکہ چار پانچ روز میں مر جاؤں گا ۔جب خلیفہ نے یہ کہا تو والئ کابل اٹھا اور جناب والا کی قدمبوسی نصیب کی اور گستاخی پر بڑی عذر خواہی کی اور پانچ سو روپے نذرانہ جناب والا کی خدمت میں رکھا لیکن جناب والا نے قبول نہ کیا اور ارشاد کیا کہ میں دنیا کو لگام ڈالنے نہیں آیا۔ مگر تجھے مناسب ہے کہ

علماء اور سادات اور غرباء کے ساتھ نیکی اور احسان کیا کرو اور ان خلیفہ کو بھی باطل احکام لگانے سے منع فرماؤ۔ تا کہ ہر کسی کو وھابی نہ کہے۔

والئی کابل نے پھر اپنا چہرہ اس خلیفہ کی طرف پھیرا۔ اور فرمایا اگر پھر کسی پر حکم وہابی کا کیا۔ تو تیری گوشمالی مجھ پر واجب ہے۔ بعد اس کے جناب والا وہاں سے روانہ ہوئے۔ اپنے وطن تشریف لے آئے۔ فقط یار محمد۔

التماس عاجزانہ۔ مجھ بندہ حقیر پر تقصیر نے یہ ترجمہ نافع الراسخین کا فقط اس لالچ کے تحت کیا کہ میرے لئے توشہ آخرت ہو۔ کتاب کے قارئین سے نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ بندہ حقیر پر تقصیر کے لیے ایمان کامل گناہوں کی بخشش حالت نزع کی سختی سے نجات اور عذاب قبر سے فلاح کی دعا فرمائیں۔ بندہ پر تقصیر بھی بوقت تحریر تمام قارئین کے لیے دست بدعا ہے۔

بندہ حقیر پر تقصیر مرید احمد ابن صابر

(اپنے مرید کو دریائے گرم میں غرق ہونے سے بچالیا)

۵۳۔ بروایت حاجی غلام محمد ڈیرہ اسماعیل خان والا کی مجھے شوق دیدار جناب ولایت مآب کی بہت زیادہ تھی۔ میں روانہ ہوا جب وادیء

کُرم پہنچا تو دریائے کرم کا پانی اتنا تھا کہ کسی کو اس سے گزرنے کی طاقت نہ تھی۔مگر میں جناب کی دیدار کا مشتاق تھا۔قمیض نکال دی اور سر پر بشکل پگڑی کے باندھ لی۔اور پانی میں داخل ہوگیا۔پانی ایسا زور آور تھا کہ قمیض میرے سر سے جدا کی اور بہا لے گیا۔اورمیں نے بھی دل اپنی ہلاکت پر رکھ لیا۔اس ساعت میں جناب سے امداد کی درخواست کی۔اوربخیریت پانی سے باہر ہوا جب ایک باغ میں پہنچا جناب والا بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔جب مجھے دیکھا تو کھڑے ہوئے اورمیرے آگے تشریف لائے۔اورمیں آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوا۔بعداسکے فرمایا کہ دوسری بار ایسا کام نہ کرنا۔اوروہ میری قمیض باہر نکال کر مجھے دی۔پس میں نے یقین سے جان لیا کہ جناب والا کی کرامت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔اور آپ کا دست ہمت تنگی کے وقت مریدوں کو پہنچتا ہے۔

(پتھروں پرنظر غضب ڈال کرریزہ ریزہ کردیا)

۵۴۔ ایک روزعمل دین اخوندزادہ کہ جناب والا کے مریدوں میں سے ایک ہے نے اس بندہ کے سامنے بیان کیا کہ ایک بارجناب والا ملک بنوں میں تشریف لائے تھے اورتمام علماء بنوں برائے فساد جمع

ہوئے ۔ میں نے عرض کی کہ غریب نواز معلوم ہوا ہے کہ آپ فقیر نہیں ہیں ۔ورنہ دشمن اتنا زور نہ لگاتے میری طرف رُخ مبارک کر کے فرمایا کہ صبر چاہیے میں نے پھر عرض کی کہ آپ کا صبر لاچارگی کی وجہ سے ہے ۔ورنہ کیا ان کو ضرر نہ پہنچاتے ۔ بعد اس کے تین پتھر زمین پر پڑے تھے فرمایا کہ ان پتھروں کو پکڑ لے میں نے پکڑ لیے فرمایا اپنے لباس میں چھپا لے میں نے چھپائے بعد اس کے چہرہ میری طرف کر کے ان پر دم کیا پھر فرمایا کہ اب دیکھ کیا ہوا جب میں نے پتھروں کو لباس سے باہر کیا تو وہ زرہ زرہ ہو گئے تھے ۔فرمایا قسم ذوالجلال کی اگر ایک نظر بد دشمنوں کی طرف کی تو دشمن کے سر اِن پتھروں کی طرح توڑ دوں گا۔ مگر مجھے صبر درکار ہے کہ میرے پیران عظام کا طریقہ بھی یہی ہے۔جب میں نے جناب کی کرامت دیکھی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور میرا دل مطمئن ہوا۔

(مُریدوں کے گناہ پیالہ میں ڈال کر پیالہ کو ریزہ ریزہ کر دیا)

۵۵۔ اور نیز حاجی غلام محمد ساکن ڈیرہ اسماعیل نے بیان کیا کہ ایک بار جناب والا مآب ڈیرہ تشریف لائے تھے۔میں نے عرض کی غریب نواز اگر میرے اہل خانہ کو بیعت فرمائیں تا کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہوں ۔فرمایا کہ ایک پیالہ پانی سے بھرا لے آ۔ میں پیالہ لے آیا اور

آپ نے اپنی انگلی مبارک اُس پانی میں ڈبودی بعد اس کے میرے تمام اہل خانہ نے اپنی انگلیوں کو بحکم جناب والا اس پیالہ میں ڈال دیں۔او راس طرح سب کو اپنے دست بیعت سے مشرف فرمایا۔جب میں نے وہ پیالہ پکڑا اور آپ کی طرف واپس آرہا تھا تو ابھی چند قدم چلا تھا تو ناگاہ وہ میرے ہاتھ میں زرہ زرہ ہوکر زمین پر گر پڑا۔اور میں حیران ہوا۔جناب نے روی مبارک میری طرف کر کے فرمایا کہ تمام گناہ تیرے اہل خانہ کے اس قدح میں جمع ہوئے اور زمین پر گر پڑے۔اور وہ سب گزشتہ گناہوں سے خلاص ہوئے۔یہ چند ملفوظ اور ذکر مناقب فقیر حقیر پُرتقصیر خاک راہ دردمندان فقیر محمد زعفران ابن بیخان ابن گل خندان متوطن مُلکِ مروت غفراللہ تعالیٰ لھم ولجمیع المئومنین ولمئومنات نے جمع کیے۔اس امید پر کہ حق تعالیٰ اس فقیر کی عاقبت بالخیر کرے۔آمین یارب العٰلمین۔

اللھم انت ولیی،فی الدنیا والآخرۃ توفّنی مسلماً والحقنی باالصالحین۔اللھم اغفرلمصنّفہٖ وَلِقارِیہٖ ولِکاتبہٖ ولنا ظرہٖ ولجمیع المسلمین والمسلمات بحرمت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ میر پوری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ‘ وبحرمتہٖ عنی وجمیع المومنین۔یا اللّٰہ یا اللہ یا اللّٰہ
یا مجیب یا مجیب یا مجیبُ

اللھم افتح لنا باالخیر واختم لنا باالخیر واجعل عواقب
امورنا باالخیر بحرمت نبی آخرالزمان صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ
الہ واصحابہٖ وازواجہٖ وعترتہٖ وعشیرتہٖ اجمعین وسلم
برحمتک یا ارحم الراحمین وارحمنا وانت خیرالرازقین
واغفرلنا وانت خیرالغافرین آمین

تمت بعون اللّٰہ تعالیٰ شانہ‘ فی یوم الاربعاء وقت الضحا فی
الشھر الربیع الاول سبع وتسعین بعد الفٍ ومَاتَین ۱۲۹۷ھ

(شجرہ طریقت منظومہ)

بزبان پشتو

۱ پنامه د پاک سبحان	دے بادشاه د درست جهان
۲ آغاز کڑمه ای یاران	ای د دین برادران
۳ که اعلا دی که اسفل دی	په تسبیح د ده مشغل دی
۴ شاه ڈیره پر شائین	د چاتوان ورنه رسین
۵ خوهر چالره دا شائی	چه د عذر ورته نمای
۶ په حرمت د اسم ذات	اسم ذات او د صفات
۷ هره گناه میں هوره کڑی	صغیره او کبیره کڑی
۸ په حرمت د پاک رسول	چه فرقان د پر نزول
۹ محمد د عبدالله دا	د تمام جهان پیشوا دا
۱۰ شفاعت یے رانصیب کڑے	په نژدیلی میی ورقریب کڑے
۱۱ د حضرت علی له شه حرمته	محشر په ورج میں مکڑے فضیحة
۱۲ د حسن بصری له رویه	په عرصات میں کڑی سرخ رویه
۱۳ ابی الفضل له رویه خدایه	هدایت راته و نمایه

۴ الٰهي په حرمت د فضیل ابن عیاض	په دارین میں کړې فیاض
۵ الٰهي په د ابراهیم ابن ادهم	راته حل کړې واړه غم
۶ الٰهي په حرمت د حُذیفه راکړې قوت	په اداء د عبادت
۷ الٰهي په حرمت د خواجه امین الدین	امان راکړے له لعین
۸ الٰهي په حرمت د خواجه ممشا راکړه همت	خاص مر گئے د شهادت
۹ الٰهي په حرمت د ابي اسحاق سر چشتیان	عفو کوې پر عاجزان
۱۰ په حرمت د خواجه ابي احمد	د چشتیان سر آمد
۱۱ الٰهي کړې خلاص له هره غمه	له هر غمه له المه
۱۲ په حرمت د خواجه ابي محمد	راز و مند دې د واحد
۱۳ الٰهي اوره په امان کړیے	په امان می ته ایمان کړې
۱۴ د ابي یوسف چشتي له شانه	رب مه میې کړې ناتوانه
۱۵ په حرمت د مودود چشتي غفاره	ته امان راکړې له ناره
۱۶ په حرمت د مخدوم حاجي شریف	جنت راکړې بې تکلیف
۱۷ په حرمت د عثمان هاروني	حال میں کړې پر آساني
۱۸ خواجه حسن سنجري عشق له بابه	ماهم کړې سینه کبابه

۹ ۱۲۔ بختیار کاکی له شان بلند	مرتبه یې په افلاکو ده سرگند
۰ ۱۳۔ په لور دو گورستان	کړی ء روان په خه احسان
۱ ۱۴۔ مسعود گنج شکر له سخاوته	هم له فیضه له حرمته
۲ ۱۵ هم کړی ء په در قبول	رب مه میی کړی ء معزول
۳ ۱۶ په حرمت د محمد ابن احمد	امان را کړی ء په لحد
۴ ۱۷ په خواجه محمود چراغ	په جبین مه را کړی ء داغ
۵ ۱۸ په حرمت د شیخ دشائخ علامه	رب ته میں کړی ء دانا
۶ ۱۹ په حرمت د شیخ سراج الحق والدین	رب مه میی کړی ء بی دین
۷ ۲۰ په حرمت د شیخ علم الحق والدین	مستقیم میی کړی ء په دین
۸ ۲۱ په حرمت د شیخ محمود راجن	رب مه میں کړی ء غم جن
۹ ۲۲ د حضرات خواجه جمن له فیضه	برخه ته را کړی ء تمامه
۰ ۲۳ د شیخ حسن محمد له باغستانه	ما هم شمار کړی ء له باغبانه
۱ ۲۴ په حرمت د شیخ محمد صاحب	راعطا کړی ء مراتب
۲ ۲۵ د شیخ یحیی مدنی له فیض تابا	رب مه میی کړی ء بے آبا
۳ ۲۶ د کلیم الله جهان آبادی له خوش کناره	مه میی او با سے غفاره

۴ دنظام الدین ولی له شفاعت	ماداخل کریں په جنت
۵ دمحمد اورنگ آبادی له نیک خویي	رب میں میں کڑی ء بدخوی
۶ په حرمت امام فخرالدین	خاص مخلص میں کڑی ء یقین
۷ په حرمت دخواجه نورمحمد	ڈیر عاشق دی په احد
۸ ماه ده له رویه خدایه	هم قبول میں کڑی ء له ورایه
۹ دخواجه سلیمان له رویي	هم دده له نیک خوی
۱۰ چه دگانو پهلوان ده	لکه شمس په اسمان وه
۱۱ ۵تجله ددروشانه	هرعمل یے له فرقانه
۱۲ ۵قیامت له سخت تابا	ته میں وژغوره وهابا
۱۳ ۵په حرمت دخواجه الله بخش	ووے ژغوره دقیامت له کشمکش
۱۴ ۵خواجه دخواجگان	پهلوان ددچشتیان
۱۵ ۵ے خواجه وه خواجگان	پهلوان ده دچشتیان
۱۶ ۵ے دقطب ده ددوران	هم دی غوث دے دزمان
۱۷ محمدفاضل شاه له فیض عمیمه	بهره مندمیی کڑی ء حکیمه
۱۸ ۵جنت په شوقصورو	شغل ته راکڑی ء له حورو

٩ دی فاضل دفیض رسانو	سر کلاه ده دچشتیانو
١٠ دچشتیان په حرمت	هم ددوی په له عزت
١١ هر عمل می کڑیء پسند	په دیدار می کڑیء خرسند
١٢ سلسله می کڑه بیانه	په پشتو ژبه آسانه
١٣ سلسله میی په پشتو کڑه	دی پشتو می په بیتو کڑهء
١٤ شفقت پر افغانانو	بیا په خاصو پیر بهایانو
١٥ هر چه لولی دا کتاب	چه فارغ شی له دے باب
١٦ لا دهم په دعا یاد کا	په دیدار دخدائے می شاد کا
١٧ زعفران ی مصنف دی	سکونت یی په مروت دی

الحمد للہ والمنتہ لہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین امابعد کہتا ہے بندہ امیدوار غفران خادم خادمان حضرات خواجہ خواجگان خواجہ محمد سلیمان بندہ فقیر محمد زعفران ساکن ملک مروت خصوصاً شہراغضر خیل میں پرگند لکی مروت ضلع بنوں کہ بارائے پاس خاطر پیر بھایان خصوصاً افغانستان سلسلہ عالیہ حضرات عظام کرام خواجگان چشتیان رضوان اللہ تعالیٰ علیم اجمعین بنظم ابیات افغانی منظوم کر چکا ہوں۔ اگر کوئی خطا ہوگئی ہو اس کی اصلاح کی آپ حضرات کوشش فرمائیں کہ عند اللہ ماجور

اور عند الناس مشکور ہوں گے۔ اور اس بندہ کے حق میں دعا خیر فرمائیں۔ کہ دارین کے مقاصد سے بہرہ یاب ہو والسلام الکرام۔

(ترجمہ شجرہ طریقت از پشتو بزبان اردو)

۱	پاک سبحان کے نام سے شروع	کہ سارے جہاں کا بادشاہ ہے
۲	اے دوستون میں آغاز کرتا ہوں۔	اے میرے دین کے بھائیو۔
۳	بلندیوں کی مخلوقات ہے یا پستیوں کی مخلوق	سب اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں
۴	بہت زیادہ اسی کی ثناہ چاہیے	کہ پوری ثنا بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں
۵	مگر ہر کسی کو یہ لائق ہے کہ اسی کے سامنے	اپنی کمزوری کا اظہار کرے۔
۶	اس کے اسم ذات کی حرمت کے ساتھ	اسی کا اسم ذات اور اسی کی صفات
۷	میرا ہر گناہ معاف فرمای	صغیرہ اور کبیرہ معاف فرما

۸۔ پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت پر کہ ان پر قرآن پاک نازل ہوا۔

۹۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ کے بیٹے وہ تمام عالم کے پیشوا ہیں۔

۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ مجھے آپ کی قرب عطا فرما۔

۱۱۔ حضرت علی اسداللہ کے طفیل حشر کے روز مجھے ذلیل نہ کرنا۔

۱۲۔ حضرت حسن بصری کے طفیل میدان قیامت میں سرخرو فرمانا۔

۱۳۔ یا خدا تعالیٰ حضرت ابی الفضل کی رُو سے مجھے ہدایت کا راستہ دکھا۔

۱۴۔ حضرت فضیل ابن عیاض کی حرمت ۔ دونوں جہانوں میں کامیاب فرما۔

۱۵۔ حضرت ابراہیم دھمؒ کی حرمت میری تمام غم ومشکلات حل فرما۔

۱۶۔ حضرت خدیقہ کی حرمت قوت عطا فرما۔ عبادت کی ادائیگی پر۔

۱۷۔ حضرت خواجہ امین الدین کی حرمت وطفیل لعین شیطان سے امان دے۔

۱۸۔ بحرمت حضرت خواجہ ممشاد ہمت دے۔ بالخصوص موت شہادت کی۔

۱۹۔ بحرمت ابی اسحاق جو کہ اہل چشت کے سربراہ ہیں عاجزوں کو عفو فرما

۲۰۔ حضرت خواجہ ابی احمد کی بحرمت ۔ جو کہ سلسلہ اہل چشت کے سربراہ ہیں۔

۲۱۔ میری ہر غم سے خلاصی فرما ہر غم اور ہر دکھ درد سے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ ابی محمد کی حرمت جو کہ احمد تعالیٰ کے دادا زاد بھائی تھے

۲۳۔ مجھے آگ سے امان دے میرے بیان کو امان دے۔

۲۴۔ حضرت ابی یوسف چشتی کی شان کا وسیلہ اے رب مجھے ناتوان نہ کرو۔

۲۵۔ حضرت مودود چشتی کی حرمت اے غفار۔ نار (دوزخ) سے امان دے۔

۲۶۔ حضرت مخدوم حاجی شریف کی بحرمت جنت بے تکلیف عطا فرما۔

۲۷۔ حضرت عثمان ہاروانی کی بحرمت میرا حال آسان فرما۔

۲۸۔ حضرت خواجہ حسن سنجری کے عشق کا وسیلہ میرا بھی سینہ کباب بنا۔

۲۹۔ حضرت بختیار کاکی کی شان بلند کے طفیل جن کا مرتبہ آسمانوں پر ظاہر ہے۔

۳۰۔ حضرت مسعود گنج شکر کی سخاوت ان کے فیض اور حرمت سے

۳۱۔ مجھے گورستان کی طرف نیکی اور احساس کے ساتھ روانہ فرما۔

۳۲۔ مجھے بھی اپنے در پر قبول فرما۔ یارب مجھے معزول نہ فرما۔

۳۳۔ حضرت محمد ابن احمد کی حرمت پاک لحد میں امان دے۔

۳۴۔ حضرت خواجہ محمود چراغ کی بحرمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری پیشانی پر داغ نہ لگانہ

۳۵۔حضرت شیخ المشائخ علامہ کی بحرمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اے رب
مجھے عقل مند دانا بنا

۳۶۔حضرت شیخ سراج الحق والدین کی حرمت ۔۔۔۔۔۔۔ اے رب
مجھے بے دین نہ بنا دینا۔

۳۷۔حضرت شیخ علم حق والدین کی بحرمت دین پر مستقیم بنا دینا۔

۳۸۔حضرت محمود راجن کی بحرمت یارب مجھے غم سے بچا۔

۳۹۔حضرت خواجہ جمن کی بحرمت مجھے میرا پورا حصہ عطا فرما

۴۰۔حضرت حسن محمد کے باغ سے مجھے بھی باغبان شمار فرما۔

۴۱۔حضرت شیخ محمد صاحب کی بحرمت مجھے مراتب بلند عطا فرما۔

۴۲۔حضرت یحییٰ مدنی کے فیض تاب سے اے رب مجھے آباؤاجداد کے
سلسلہ سے جدا نہ کرنا۔

۴۳۔حضرت کلیم اللہ جہان آبادی کی مبارک صحبت، اے غفار مجھے باہر نہ
نکال۔

۴۴۔حضرت نظام الدین کی شاعت سے مجھے جنت میں داخل فرما۔

۴۵۔حضرت محمد اورنگ آبادی کے نیک سیرت کے طفیل اے رب مجھے
بدخوی و بدکردار نہ بنایا۔

۴۶۔حضرت امام مخرالدین کی بحرمت خدائے احد پر میرا یقین خالص
ومخلص بنا۔

۴۷۔حضرت خواجہ نور محمد کی حرمت مجھے اس کی رُو سے اے خدائے
احد کے بہت عاشق تھے مجھے بہت پہلے ہی قبول فرما۔

۴۸۔مجھے اُن کی رُو سے اے خدا پہلے ہی قبول فرما۔

۴۹۔حضرت خواجہ سلیمان کی رُو سے اور اُنکی نیک خویی کی برکت سے

۵۰۔جوکہ بزرگان دین میں بہادر و پہلوان ہیں جیسا کہ آسمان پر سورج
ہے۔

۵۱۔اُن کی تجلی روشن ہی روشن ہے ان کا ہر عمل قرآن سے ہے۔

۵۲۔قیامت کی سخت گرمی سے تو مجھے بچالے اے وہاب

۵۳۔حضرت خواجہ اللہ بخش کی بحرمت روز قیامت کی کش مکش سے مجھے
بچالے۔

۵۴۔آپ خواجہ،خواجگان ہیں اہل چشت کے پہلوان ہیں۔

۵۵۔آپ قطب ہیں زمانے کے آپ غوث ہیں اپنے زمانے کے

۵۶۔جنت کے اونچے محلات میں انہیں حوروں کے ساتھ شغل عطا فرما

۵۷۔حضرت محمد فاضل شاہ کے فیض عام سے اے حکیم مطلق مجھے بہرہ مند
فرما

۵۸۔آپ فاضل فیض پہنچانے والے ہیں۔اہل چشت کے سر کے کلاہ ہیں

۵۹۔اہل چشت کی حرمت اورانہی کی عزت کے طفیل

۶۰۔میرا ہر عمل پسند فرما مجھے اپنی دیدار سے مشرف فرما

۶۱۔میں نے سلسلہ طریقت بیان کردیا۔پشتو زبان میں آسان طریقہ سے

۶۲۔سلسلہ طریقت پشتو میں کردیا۔پشتو ابیات کے طریقہ پر

۶۳۔افغانوں پر بہت شفقت چاہیے۔پھر بالخصوص اپنے پیر بھائیوں پر

۶۴۔جوکوئی یہ کتاب پڑھتا ہے جب وہ فارغ ہو اس باب سے۔

۶۵۔مجھے بھی دعا میں یاد کرے۔اسے خدا تعالیٰ اپنے دیدار سے شاد کرے۔

۶۶۔اس کتاب کے مصنف محمد زعفران ہیں۔ملک مروت میں ان کی سکونت ہے۔

الحمد اللہ رب العلمین ثم الصلوۃ والسلام علیٰ رحمۃ العلمین۔

کہ نافع الراسخین کا ترجمہ سلیس اردو زبان میں آج بروز سوموار شریف بتاریخ چودہ جمادی الآخر بمطابق پندرہ اپریل مکمل ہوا قارئین کرام سے بندہ حقیر پرتقصیر خاتمہ باالایمان کی دعا کا استدعا کرتا ہے۔نیز اللہ تعالیٰ سجادہ نشین گڑھی شریف حضرت محمد اکرام شاہ صاحب مدظلہ، العالی کو حیات طویل اور صحت جمیل عطا فرمائے۔

آمین

مترجم وملخص

مرید احمد سکنہ معظم ڈاکخانہ موضع بہادری تحصیل پہاڑپور
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
موبائل نمبر: 0345-9889812